اسمبلی رپورٹ　　(مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چھٹا اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ یکم اگست 2024ء بمطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	08
4	رخصت کی درخواستیں۔	16
5	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	16
6	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	20
7	قرارداد نمبر 20۔	27
8	قرارداد نمبر 21۔	32
9	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	41

جلد 06　　☆☆☆　　شمارہ 04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ یکم راگست 2024ء بمطابق ۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ ۔

بوقت سہ پہر 03:40 منٹ پرزیرصدارت محترمہ غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم ! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے ۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **اَز** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یَسۡئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ ط قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ط وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ

تَکُوۡنُ قَرِیۡبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الۡکٰفِرِیۡنَ وَاَعَدَّ لَهُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ج

لَا یَجِدُوۡنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۶۵﴾ یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ

یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورۃ .الاحزاب آیات نمبر ۶۳ تا ۶۶﴾

ترجمہ: لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں ۔ تُو کہہ دے کہ اُسکا علم تو اللہ ہی کو ہے ۔ تجھے کیا خبر بہت ممکن ہے کہ قیامت بالکل ہی قریب ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ تو یہ حامی اور مددگار نہ پائیں گے اُس دن اُنکے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کیئے جائیں گے ۔ حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش کہ ہم اللہ اور رُسول کی اطاعت کرتے ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡم ۔

☆☆☆

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وقفہ سوالات۔ جی سیّد ظفر صاحب۔

سید ظفر علی آغا: میڈم اسپیکر! لیویز اہلکار شہید ہوئے ہیں۔ایک کا نام یاسر الیاس ترین ہے' دوسرے کا نام عبدالقدیر خان ترین ہے اور ایک ٹریفک والا ہے۔میرے خیال سے اُن پر حملہ ہوا ہے وہ بھی زخمی ہے۔تولہذا ان شہیدوں کے لئے دعا کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک: ایف سی کے جوان کو شہید کیا گیا اُس کے لئے بھی دعا کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب مغفرت کی دعا کریں۔

(مغفرت کی دعا کی گئی)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ملک نعیم خان بازئی صاحب۔

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ۔مَیں ملک نعیم خان بازئی ایم پی اے حلقہ پی بی 38 کچلاک،نوحصار،اغبرگ، بلیلی۔اسمبلی اجلاس آج مورخہ یکم اگست 2024ء کے معمول کی کارروائی روکنے کی التجا کرتے ہوئے علاقے کے اہم عوامی نوعیت کے مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔کچلاک کے عوام پر 12 سے 14 گھنٹے روزانہ لوڈشیڈنگ مسلط ہے۔میڈم اسپیکر! بجلی فراہمی کے دوران بھی اکثر وولٹیج 70 سے 100 تک کم یا پھر اچانک 250 سے زائد تک پہنچ جاتی ہے۔جس کی وجہ سے روزانہ عوام کے قیمتی آلات جلنے کی وجہ سے نقصانات ہوتے ہیں۔میڈم اسپیکر! ولی فیڈر کچلاک نامعلوم وجوہات کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے۔کیسکو چیف اور ذمہ دار آفیسران کو ایوان میں بلا کر جوابدہی کی جائے۔غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا فوری خاتمہ کیا جائے۔میڈم اسپیکر! ولی فیڈر کو فوری طور پر بحال کر کے بجلی فراہم کی جائے۔ نمبر دو نئے فیڈرز کیلئے فوری ہنگامی بنیادوں پر سروے کرایا جائے۔شکریہ میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی رحمت صالح بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میڈم اسپیکر! مَیں ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ چند دنوں سے جو احتجاج ہڑتال دھرنے جاری ہے میں حکومتی دوستوں سے گزارش کر رہا ہوں آج قائد ایوان نہیں ہے۔میرا تعلق بھی مکران ڈویژن سے ہے۔خاص طور پر مکران ڈویژن بہت متاثر ہوا ہے اِس دھرنے سے بلکہ جو روڈز بلاک ہے تمام علاقے cut-off ہو کر کے رہ گئے ہیں۔ضلع پنجگور جو تمام مکران ڈویژن کے اضلاع کو ملاتا ہے بشمول قلات ڈویژن خضدار،رخشان ڈویژن،واشک،خاران،تربت۔آج مشکل یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت

باقاعدہ اِس مسئلے کی حل کیلئے سنجیدگی کا مظاہرہ کرے اور عام عوام جو تکلیف سے دوچار ہیں اُن کو بچائے۔ کیونکہ انٹرنیٹ اور موبائل سروس بند ہے۔ گوادر کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں پانی بھی ناپید ہو چکا ہے۔ بازاریں بند ہیں اور ماڑہ سے لیکر جیونی تک تمام روٹس بند ہیں لوگوں کو راشن نہیں مل رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں کہ عام لوگوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف ایک نفرت پھیل رہی ہے۔ لہٰذا ہم اپوزیشن کے دوست بھرپور تعاون کی یقین دہانی کراتے ہیں لیکن یہ گزارش کرتے ہیں۔ یہ جو ایک عجیب سی صورتحال ہے ایک عجیب کیفیت ہے جو عام عوام کرب کا شکار ہیں، اِس کو حکومت serious لے لے عام عوام کو ریلیف دے دے۔ دیکھیں! یہاں تمام سیاسی جماعتیں قابل احترام ہیں۔ ہر کسی کو سیاست کا حق ہے اور جس طرح تین دن پہلے والے اجلاس میں میرے محترم دوست خیر جان صاحب نے کہا کہ ہم عدم تشدد کے پیروکار رہیں، تشدد چاہے جو بھی کرے ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں اور تھوڑ پھوڑ تشدد۔ اب گوادر کے تمام سرکاری دفاتر تقریباً جل گئے ہیں، ان کو جلا دیا گیا ہے۔ اب اسطرح کی چیزوں کو، یہ ایک عجیب رُخ اختیار کر رہا ہے کہ میرے خیال میں باقی علاقوں میں عام عوام بھی پھر سڑکوں اور دھرنوں پر جائینگے۔ تو اِس مسئلے کو serious لیکر اور جو دھرنا بیٹھا ہوا ہے اُس کے مطالبات کو دیکر اس مسئلے کو حل کی جانب لے جائیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔ اسی کو continue رکھیں گے آپ قائد ایوان صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): اُس دن بھی ہم نے اس پر بات کی تھی۔ اور سی ایم صاحب کا بھی یہی تھا کہ مذاکرات کا راستہ کھلا ہے اور مذاکرت کریں گے۔ ہم اپوزیشن والے بالکل مذاکرات کے لئے بالکل تیار ہیں ہم پر بھی آپ لوگ burden ڈالنا چاہتے ہیں تو کوئی اختیار اپنے دے دیں۔ ظاہر ہے مذاکرات غیر مشروط باتوں پر ہوتے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے کہیں گے کہ یہ یہ چیزیں نہیں کریں اور یہ کرلیں۔ تو اُس مذاکرات پر جانے کیلئے میرے خیال میں کوئی تیار نہیں ہوگا۔ اسی طرح مکران پورا بند ہے۔ ابھی مَیں اگر اجلاس ختم ہوجاتا ہے تو مَیں اپنے حلقے میں نہیں جاسکتا ہوں۔ مستونگ، قلات اور خضدار بند ہے۔ تو یہ پوزیشن ہے ہم لوگوں کی۔ وہاں خوراک کے لئے مسئلہ ہو رہا ہے۔ عام لوگ اور مریض disturb ہو رہے ہیں۔ کراچی جانے کیلئے لوگوں کو اتنی پریشانیاں ہیں۔ جہازوں میں رش لگا ہوا ہے۔ بولان پنجرہ پُل اور بارشوں کی وجہ سے بند ہے۔ ایک ہفتہ ہوگیا ہے کہ کراچی روٹ بند ہے لوگ اذیت میں مبتلا ہیں گورنمنٹ سے گزارش یہ ہے کہ مہربانی کر کے کوئی راستہ نکال لے، جو بھی راستہ نکلتا ہے۔ اور تشدد کی ہم نے پہلے بھی مخالفت کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اگر اس میں عام شہری شہید ہوگئے ہیں یا فورسز کے لوگ شہید ہوئے ہیں، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اگر دفاتر جلائے گئے ہیں یا کسی کی گاڑی جلائی گئی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ تشدد جہاں سے بھی ہو ہم اسکی مذمت کرتے ہیں اور کوشش یہ کریں کہ مہربانی کر کے روڈوں کو کھول دیں اور لوگوں کو اذیت میں کیوں

ڈالا گیا ہے وہ کہاں جائیں؟ اگر دو بندے لڑتے ہیں تو تیسرے کو تو ریلیف ملنا چاہیے۔ کیا کریں لوگ کہاں جائیں؟ روڈز بند ہیں پورا علاقہ بند ہے، خوراک کی قلت ہے۔ اور لوگ آج مجھے فون کر کے، خضدار کے لوگوں نے میرے حلقے کے لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارے پیاز سڑ رہے ہیں۔ سیزن ہے پیاز کا وہ لوگ پورا سال لگا کے یہی پیاز پر چار پیسے اُن کو ملتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیاز یہاں سے بارش شروع ہے اور وہاں سے روڈز بند ہیں ہم اس کو کہاں لے جائیں کس کے پاس لے جائیں کیا کریں۔ تو لوگوں کا کیا قصور ہے۔ گورنمنٹ یہ کرلے کہ بھئی لوگوں کو راستہ تو دے دے۔ کراچی، کوئٹہ، سندھ اور پنجاب بند ہے لوگ کہاں جائیں لوگ؟ مَیں اپنے حلقے میں نہیں جا سکتا۔ آپ مجھ سے کہیں کہ میرے حلقے میں اللہ نہ کرے کوئی ایمرجنسی ہو جائے میں تو اپنا حلقہ نہیں پہنچ سکتا کہاں سے جاؤں۔ ہماری اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم کوئی ہیلی کر کے اپنے حلقوں میں جائیں۔ کم سے کم گورنمنٹ سنجیدگی کا مظاہرہ کرلے۔ ہماری گزارش ہے ہم پر جو بھی burden ڈالنا چاہتے ہیں ہم اپوزیشن تیار ہیں۔ ہم گالیاں کھانے کے لئے بھی تیار ہیں ہم کسی کی بھی باتیں سننے کے لئے تیار ہیں اس قوم کے لئے اس بلوچستان کے لئے ہم سب کچھ سننے کے لئے تیار ہیں۔ مہربانی کریں کوئی راستہ نکالیں ہمیں بتا دیں ہم سے نہیں ہوتا خود گورنمنٹ کرلے۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا ہے کہ ہمیں اختیار دے دیں ہمیں اختیار کی ضرورت ہے۔ بخدا لوگوں کی مشکلات کو دیکھ لیں اور ابھی ان کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں، بالکل، آج تو لوگ رونے پر آ گئے کہتے ہیں کہ ہمارے پیاز کی ٹرکیں ایک ہفتے سے کھڑی ہیں۔ ہم کدھر جائیں کدھر اپنا پیاز لے جائیں۔ تو یہ چیزیں مہربانی کر کے میڈم اسپیکر! آپ کوئی رولنگ دے دیں اور میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اگر سی ایم صاحب نہیں ہیں تو دوسرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں مہربانی کریں ہمیں بتائیں کیا کیا ہے اُنہوں نے اور کیا کرنا چاہتے ہیں آگے کے لئے کیا کرینگے؟ ہم اپنے لوگوں کو کیا جواب دے دیں ہم سے لوگ جواب مانگتے ہیں کہ آپ لوگ اپوزیشن والے بیٹھے ہوئے ہیں آپ لوگوں کا کیا کردار ہے۔ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ ہم تشدد کے خلاف ہیں چاہے کسی بھی طرف سے ہو، اِدھر سے ہو اُدھر سے ہو۔ ہم لاٹھی گولی کی سرکار یا لاٹھی گولی کی سیاست ہم نہیں کرتے۔ ہمیں اسلحہ نہیں تعلیم چاہیے یہ ہمارا نعرہ ہے۔ ہم ان چیزوں پر وہ نہیں کرتے چاہے تشدد میں ایف سی کے بندے شہید ہوتے ہیں وہ بھی ہمارے ہیں پولیس کے، لیویز کے شہید ہو جاتے ہیں۔ یا دوسری طرف سے وہ لوگ شہید ہوتے ہیں۔ بندے تو بلوچستان کے ہیں لوگ بلوچستان کے ہیں، جل رہا ہے بلوچستان دوسروں کو کیا ہے۔ تو مہربانی کر کے میڈم اسپیکر! آپ اس پر رولنگ دے دیں اور اس کا کوئی حل نکال لیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا پوائنٹ نوٹ کیا ہے۔ شکریہ۔ جی جتک صاحب! آپ بات کریں۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جس طرح کے ہمارے رحمت بلوچ صاحب، اور ہمارے اپوزیشن لیڈر میر یونس عزیز زہری صاحب نے جو بات کی۔ بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آدھا بلوچستان بند ہے۔ پچھلے تین

دن سے ہمارے مذاکرتی کمیٹی اسمیں ہوم منسٹر اور میر ظہور احمد بلیدی اور وہاں کے ڈی سی او، آج ہم نے مولانا ہدایت الرحمٰن کو جو وہاں اُس کا حلقہ ہے وہ بھی وہاں پہنچا ہے۔ اور ہم بھی رابطے میں ہیں ہم بھی کوشش کررہے ہیں کہ بلوچستان کے عوام پہلے سے مایوسی کا شکار ہیں بیروزگاری ہے اِنکو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اور حکومت سنجیدہ کام کررہی ہے اپوزیشن سے بھی رابطے میں ہیں۔ ہم کوشش کررہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کرے آج یہ مسئلہ حل ہو۔ سی ایم صاحب کل آرہے ہیں پھر ہم ان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کے کوئی راستہ نکالیں گے۔ ہم بار بار request کررہے ہیں۔ احتجاج کرنا قانونی سب کا حق ہے، مگر پرامن طریقے سے ہو۔ آپ دیکھیں گوادر کے جتنے بھی سرکاری دفاتر ہیں اُن کو جلایا گیا ہے۔ اور ہم نے کہا کہ ہم جو جگہ آپ لوگوں کو دے رہے ہیں وہ بھی گوادر میں ہے۔ آپ لوگ وہاں بیٹھ کے احتجاج کریں۔ مگر وہ مان نہیں رہے ہیں۔ تو کچھ چیزوں پر ہمارے ہوم منسٹر صاحب کے ساتھ رابطے ہیں سی ایم صاحب کا۔ انشاء اللہ کوشش ہوگی کہ آج اللہ کریگا کہ یہ مسئلہ حل ہوگا۔

میڈم اسپیکر: جی محترمہ! اسی پوائنٹ پر آپ بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ میں صرف ایک منٹ بات کروں گی میڈم اسپیکر۔ بلوچستان کی بیروکریسی بے لگام ہو چکی ہے آپ یہ بات نوٹ کرلیں وہ جو کرتے ہیں جیسا کرتے ہیں اُن سے کوئی جواب طلب نہیں کرتا ہے کیونکہ اُنھیں طاقتور کی پشت پناہی حاصل ہے۔ سیکرٹری ایس اینڈ ڈی اے جی کے پاس ابھی مَیں آدھا گھنٹہ پہلے گئی۔ اُنہوں نے مجھ سے بہت بدتمیزی کی۔ بجائے میرا کام کرنے کے مجھ سے کہا کہ آپ کمرے سے باہر نکلیں۔ تو مَیں اس ایوان کے توسط سے بتانا چاہتی ہوں کہ بلوچستان کی روایات ہیں' جہاں خواتین کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ نواب اکبر خان بگٹی کہتے تھے کہ ہماری جنگ میں بھی خواتین مستثنیٰ ہوتی ہیں مگر ایسے بے لگام لوگ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کریں گے تو مَیں سمجھتی ہوں کہ یہ بلوچستان کی روایات کو نہ صرف روندنے کے مترادف ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنی بدمعاشی دکھاتے ہیں' کہ آپ جو کریں جیسا کریں اُنکو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ میڈم اسپیکر! آپ kindly انکو طلب کرکے ان پر جواب طلب کریں کہ ایک خاتون ایم پی اے کے ساتھ وہ بدتمیزی کرتے ہیں اور اُنہیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہے، بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ نوٹ کرلیا گیا ہے جی۔

محترمہ اُمّ کلثوم نیاز بلوچ: مَیں ایوان سے واک آوٹ کرتی ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کلثوم صاحبہ! kindly آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: اُن کا یہ رویہ قابل افسوس اور قابل مذمت ہے ہم اسکی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور یہ بلوچستان کی روایات نہیں ہیں۔ جو خواتین کے ساتھ اِس طرح کی بدتمیزی ہو۔

(اس مرحلے میں تمام اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ابھی آپ میں سے kindly جا کر کے اِن کو لے کر کے آ جائیں۔ حاجی صاحب! آپ چلے جائیں گیلا صاحب چلے جائیں لہڑی صاحب ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔

میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 15 دریافت فرمائیں۔ لیکن concernd Minister آپ کے موجود نہیں چھٹی پر ہیں، آ رہے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: سیکرٹری کہہ رہے ہیں وہ چھٹی پر ہیں اور آپ کہتی ہیں وہ آ رہے ہیں۔ ہم کس کی بات پر یقین کریں۔ گیلا صاحب! سیکرٹری صاحب کہتے ہیں وہ چھٹی پر ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: منسٹر صاحب رخصت پر ہیں تو پھر اس کو ہم defer کر دیتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: میڈم اسپیکر! جی ٹھیک ہے اِس کو defer کر دیں۔ ایک اور بات share کرنی تھی اسمبلی کی۔ مَیں یہاں کوئی چیز دیکھ رہا ہوں میڈم اسپیکر۔ یہ جو اپوزیشن کے بنچز ہیں آپ دیکھ رہی ہیں ناں! اِس میں پاکستان کا جھنڈا نہیں ہے، یعنی اِن لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ، ٹریژری بنچوں کا مقصد یہ ہے کہ روایات ہیں۔ نہیں آپ بیٹھ جائیں، اِس کو آپ بٹھائیں میری بات سُنیں۔ یہ جو روایات اِس نے کی ہوئی ہیں یہ ناجائز ہیں۔ اگر اسمبلی میں رکھنی ہیں سب کی رکھیں اگر نہیں رکھنی ہیں تو ٹھیک ہے سب کی نہیں رکھیں۔ یہ کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: چلیں ریکی صاحب! آپ اُن کی بات سُنیں وہ کیا کہہ رہی ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: میڈم اسپیکر! آج ایک مذمتی قرارداد آ رہی ہے اور یہ دیکھیں تمام جھنڈے یہاں رکھے ہوئے ہیں، تمام معزز اراکین کو دینے کے لیے اور یہ ہم سب کو بھجوا رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تو آپ اِنکو kindly distribute کروادیں۔ فرح صاحبہ! آپ تمام اُن میں distribute کروادیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اپوزیشن کی جو ladies ہیں اُنھوں نے بھی جھنڈے آویزاں کیے ہوئے ہیں میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اچھا kindly زہری صاحب! ایک ٹائم پر اگر آپ لے لیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی جی بلکہ یہ بہت خوشی کی بات ہے اور زابد ریکی صاحب، میڈم اسپیکر۔

میر زابد علی ریکی: میڈم اسپیکر! یہ سوشل میڈیا کا دور ہے، یہ تاثر غلط جا رہا ہے ہمارے اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: میڈم اسپیکر! ہم نے اِس آئین کا حلف لیا ہے، ہم اِس جھنڈے کے سائے تلے ہیں۔ اگر کوئی یہاں اسمبلی میں ایک جھنڈا لے کر آجائے یا کل کوئی اپنی پارٹی کا جھنڈا لے کر آئے گا پرسوں کوئی اور چیز لے کر آئے گا۔ اسمبلی کا ایک طریقہ کار ہے، آپ ذرا اِن چیزوں کو دیکھ لیں ہمیں اِس جھنڈے سے محبت ہے مَیں بھی پاکستانی ہوں مجھے کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اِس آئین کا حلف لیا ہے، ہم لوگ اِسی پرچم تلے بیٹھے ہوئے ہیں یہ کون سا طریقہ ہے ایک ٹیبل پر جھنڈا ہو دوسرے کو نیچا دکھائیں' تیسرے کو کیا کریں۔ کیا ہم پاکستانی نہیں ہیں؟ اِس آئین کا ہم نے حلف لیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تمام جھنڈے seats پر آگئے ہیں۔ اور آپ کی بات کی بالکل ہمیں قدر ہے۔

قائدحزب اختلاف: میڈم اسپیکر! دیکھیں! مَیں آپ کو بتادوں کہ یہاں اسمبلی کو چلانے کا طریقہ ہے' اُن کے مطابق اسمبلی کو آپ لوگ چلائیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مَیں آپکو dictate کروا رہا ہوں۔ اسمبلی کی روایات کے مطابق چلالیں۔ اگر ہم لوگ اسمبلی میں جھنڈے لگائیں مجھے دے دیں جھنڈے مَیں وہ کرتا ہوں۔ لیکن یہ جھنڈے تقسیم کر رہے ہیں کیا یہ کوئی طریقہ ہے آپ مجھے بتادیں؟ کل کو کوئی اپنی پارٹی کا جھنڈا لے کر آجائے' سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو brief تو کرلیں یہ کیا ہے۔ میڈم اسپیکر! ہم یہ آپ سے کہنا چاہتے ہیں۔ آج دیکھیں بہت ساری باتیں ہیں کہ ہمیں کوئی افسر گھاس ڈالنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ اور ہم کسی کو letter لکھتے ہیں یہ پاکستان کے آئین میں ہے کہ آپ کسی سے کچھ پوچھ سکتے ہیں، آپ کسی افسر سے کسی سیکرٹری سے حتیٰ کہ آپ وزیراعلیٰ سے اور چیف سیکرٹری سے بھی کسی چیز کے بارے میں معلومات ہوں تو آپ پوچھ سکتے ہیں اور اُن سے سوال کرسکتے ہیں۔ اور ہمیں کہتے ہیں آج مجھ سے میرے PS نے کہا کہ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ آپ جو letter لکھتے ہیں کسی سیکرٹری کو، آپ کو اختیار نہیں ہے۔ مجھے بتایا جائے کیا اختیار نہیں ہے مجھے؟ ایک عام شہری کو اختیار ہے اور کسی MPA کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی سیکرٹری سے بات کرے اور اُس کو لکھے کہ جی یہ انفارمیشن مجھے دے دیں۔ ہم تو حیران ہیں کہ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کر رہے ہیں۔ میرے PS نے ابھی آکر مجھے دروازے پر کہا کہ جی آپ letter لکھنے کے لیے کہیں سیکرٹری کو اور سیکرٹری کو آپ letter نہیں لکھ سکتے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ اِس میں direct آپ نہیں سوال نہ کریں آپ اسمبلی کے through کرسکتے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: میڈم! آپ پاکستان کا آئین پڑھ لیں اُس میں یہ اختیار ہے کہ آپ کسی سے کوئی عام شہری مجھے آپ چھوڑ دیں عام شہری کسی بھی دفتر میں جاکر کسی سے کچھ مانگ سکتا ہے اور اُس سے انفارمیشن لے سکتا ہے۔ اگر مَیں غلط ہوں تو مجھے آپ بتادیں۔ مَیں تو ایک MPA ہوں' مَیں کسی سیکرٹری سے انفارمیشن نہیں لے سکتا ہوں کیا؟ مَیں تو اُسکو

suspend نہیں کر رہا ہوں، مَیں تو اُسکو گالیاں نہیں دے رہا ہوں، مَیں اُس سے کوئی انفارمیشن لینے کے لیے مَیں اُسکو لکھتا ہوں کہ یہ انفارمیشن مجھے دے دیں۔ یہ عام شہری کا حق ہے۔آپ کا سیکرٹری آپ کو غلط brief کر کے بتا دیتا ہے۔ مَیں آپکو یہ دکھا دیتا ہوں، اُسمیں لکھا ہوا ہے کہ عام شہری۔ ہر بندے کا حق ہے کہ وہ کسی دفتر میں جا کر کسی سے کچھ پوچھ سکتا ہے کسی سے کوئی انکوائری کر سکتا ہے کہ یہ کیا ہے' یہ انفارمیشن لے سکتا ہے۔آپ ہمیں انفارمیشن لینے کے لیے بھی کہتے ہیں جی وہ تو آپ اجازت لے لیں۔اگر یہی چیزیں ہیں اگر اِس طرح اسمبلی کو چلانا ہے اور سیکرٹری صاحب اِس طرح غلط ہمیں انفارمیشن دے کر کہ جی آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔مَیں بحیثیت چیئرمین نہیں لکھ رہا ہوں اُس کو، مَیں بحیثیت ایک شہری لکھ رہا ہوں اُس کو۔مَیں بحیثیت ایک MPA اُس سے ایک انفارمیشن مانگ رہا ہوں، مجھے نہیں دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا point بھی note ہوا۔آپ اپنے question اسمبلی کو بتا سکتے ہیں۔ اسمبلی کے through آپ کے questions جا سکتے ہیں، وہ بھی آپ بتا دیں۔آپ کا point بھی آ گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: میڈم! آپ کو غلط brief کیا جا رہا ہے۔آپ کسی بھی شہری۔۔۔(مداخلت) ایک منٹ آپ چھوڑ دیں۔جب اپوزیشن لیڈر بات کر رہا ہو تو ذرا سمجھا دیں۔طریقہ کار ذرا سمجھا دیں۔جب قائد ایوان کھڑا ہوتا ہے تو ہم میں سے کوئی بھی وہ نہیں ہوتا ہے۔ مجھے بعد میں جواب دے دیں۔کسی بھی شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی بندے سے کسی بھی گورنمنٹ ملازم سے کوئی انفارمیشن لے سکتا ہے اور اُس سے پوچھ سکتا ہے۔مَیں تو بحیثیت MPA آپ کو' آپ کہتے ہیں کہ جی آپ کا اختیار نہیں ہے کہ آپ کسی سے کچھ پوچھ لیں۔پھر تو بے لگام ہو گئے، عام شہری کا مَیں کہہ رہا ہوں۔ اَب مَیں آپ کو یہ چیز دکھا دوں گا۔ یہ عام شہری کا حق ہے' right ہے۔مَیں تو ایک MPA ہوں آپ مجھے کہتے ہیں کہ جی آپ کا right نہیں ہے۔اور سیکرٹری صاحب جو اپنا یہاں وہ چلا رہے ہیں۔اور سیکرٹری صاحب کا رویہ بھی لوگوں کے ساتھ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: سیکرٹری صاحب! آپ direct بات نہیں کریں' وہاں وہ منع کر لیں۔تو اِسمیں ایسی چیزیں کہ جی آپ کسی چیز میں وہ نہیں کر سکتے۔تو ہم کس سے پھر انفارمیشن لے لیں؟ ہم کوئی چیز پوچھیں تو کس سے پوچھیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جناب زہری صاحب! آپ کو بالکل اختیار ہے۔آپ ہر ایک سے اپنے سوال کر سکتے ہیں لیکن kindly اگر آپ اسمبلی کے through کریں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! آپ کو غلط brief کیا جا رہا ہے۔میڈم اسپیکر! آپ میری بات سُن لیں ذرا۔ مَیں دوبارہ repeat کر رہا ہوں' عام شہری کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی گورنمنٹ ملازم سے کچھ پوچھ سکتا ہے یہ ہے یا نہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل ہے جی۔ وہ ہم بھی کہتے ہیں کہ اختیار ہے آپ پوچھ سکتے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: نہیں ہے ناں، اختیار ہے۔ کوئی بھی اسمبلی کا مجھے بتادے کہ آپ کو اختیار نہیں ہے کسی بھی شہری کو۔ آئین آپ کو اختیار دے رہا ہے۔ یا بلوچستان اسمبلی کا سیکرٹری آئین کو بنا رہا ہے؟ کیا کر رہا ہے آپ مجھے ذرا بتادیں۔ غلط briefing دے کر۔ دیکھیں میڈم! آپ مجھے بتادیں میں repeat کر رہا ہوں ایک منٹ کے لیے۔ مَیں rep eat کر رہا ہوں کسی عام شہری کو یہ اختیار ہے کہ کسی گورنمنٹ ملازم سے کوئی چیز پوچھ سکتا ہے۔ نہیں پوچھ سکتا ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل پوچھ سکتا ہے جی ہر پاکستانی کا ہر شہری کا حق ہے۔

قائدحزب اختلاف: حق ہے، تو پھر میرا حق ہے پھر میرے حق سے سیکرٹری صاحب اِسمیں کیوں مداخلت کر رہے ہیں۔ اگر میرا حق ہے عام شہری کا حق ہے مَیں تو بحیثیت ایک MPA یہ چیزیں بول رہا ہوں۔ کہ مَیں کسی سے یہ نہیں پوچھوں کہ آپ نے یہ کیا کِیا ہے؟ مَیں کسی سے یہ نہیں پوچھوں کہ آپ سے کوئی انفارمیشن لے لوں کہ کل کو تو مَیں اپنے حلقے کا کہوں کہ جی یہ ایک ڈیم بن گیا ہے اِس کی کیا process ہے کیا طریقہ کار ہے؟ مَیں نہیں پوچھ سکتا ہوں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا question آ گیا ہے جی۔ ابھی مَیں kinldy آگے چلوں۔

قائدحزب اختلاف: نہیں اِس پر ذرا آپ بتادیں ہمیں کیونکہ یہ سب ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن کے وہ کہتے ہیں کہ جی ہمیں تو سیکرٹری صاحب نے بالکل بے اختیار بنا کر بٹھا دیا ہے کہ جی آپ تو نہ کوئی سوال پوچھ سکتے ہیں نہ کسی کو بُلا سکتے ہیں۔ ہم نے کسی کو بلایا نہیں ہے۔

میڈم دپٹی اسپیکر: زہری صاحب! اگر آپ کے جو concerns ہیں تو سیکرٹری صاحب آپ کو ہے brief کر سکتے ہیں۔ آپ kinldy یہ۔۔۔

قائدحزب اختلاف: ہم سیکرٹری صاحب سے brief نہیں لیں گے۔ سیکرٹری صاحب اپنا brief اپنے پاس رکھیں آپ ہمیں brief دے دیں۔ سیکرٹری صاحب اپنا brief اپنے پاس رکھ لیں۔ کیونکہ میں آئین کی بات کر رہا ہوں کوئی بھی کھڑے ہو کے مجھے بتادیں یہاں جتنے بھی بندے ہیں، آئین میں یہ بتادیں کہ کسی عام شہری کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کے پاس جا کے کوئی انفارمیشن لے لیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل۔

قائدحزب اختلاف: مجھے کوئی بھی بتادیں میں پھر اُس سے بحث کروں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہم آپ کی بات سے agree کر رہے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: سیکرٹری صاحب نے اِس اسمبلی کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ کوئی بھی چیز پر کہتا ہے کہ جی آپ کو تو اختیار نہیں ہے۔ بھائی! مجھے اختیار نہیں ہے کہ میں کسی سے پوچھوں کہ جی آپ سیکرٹری صاحب! آپ یہ dam بنا رہے ہیں کہاں بنا رہے ہیں؟ کدھر بنا رہے ہیں؟ ذرا مجھے اُس کی انفارمیشن دے دیں یا اِس کی cost مجھے بتا دیں ہم نے کوئی پیسے مانگے اُن سے؟ یا بلیک میلنگ ہم نے کی ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا پوائنٹ موصول ہو گیا۔

قائدحزب اختلاف: اور سیکرٹری صاحب سے کہہ دیں کہ جی وہ اپنے اختیارات کو اپنی حد تک رکھ دیں۔ اگر وہ ہمیں لگام دینا چاہتا ہے اپوزیشن کو اِسی طرح لگام دینا چاہتا ہے تو مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ بالکل۔

قائدحزب اختلاف: ہم سیکرٹری صاحب کے خلاف استحقاق کمیٹی کو لکھ لیں گے ہم اُسکے خلاف کارروائی کردیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کے پوائنٹ نوٹ ہو گئے۔

قائدحزب اختلاف: نہیں میں تو اِسی پر کہہ رہا ہوں وہ تو کہتا ہے کہ جی آپ کو اختیار نہیں کسی سے کچھ پوچھیں۔ بھئی! پھر تو مجھے فارغ کردیں میں پھر MPA کیسے بنا؟ میں نے لوگوں سے ووٹ کیسے لے کے آیا؟۔۔۔(مداخلت) کوئی بھی سیکرٹری ہو۔ سیکرٹری اسمبلی کی بھی مَیں بات کررہا ہوں وہ کہتا ہے کہ جی آپ کو اختیار نہیں ہے آپ کسی سے کچھ پوچھ لیں۔

میر لیاقت علی لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق): یہ آپ کا حق ہے آپ کو اللہ نے اِس اسمبلی نے right دیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: زہری صاحب! آپ کی بات آ گئی۔

قائدحزب اختلاف: مَیں منسٹر صاحب کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ کسی سے کچھ پوچھ سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق: پوچھ سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you جی۔ جی لہڑی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق: کلثوم نواز صاحبہ نے جو ایک۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ ذرا لہڑی صاحب کو جی سُن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امورعمومی نظم ونسق: اُنہوں نے اپنا ایک احتجاج ریکارڈ کروایا۔ یقیناً بلوچستان ایک روایتی صوبہ ہے، یہاں عورت کو ایک قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ جو اِنکے ساتھ واقعہ ہوا ہے جو سیکرٹری S&GAD کا اُنہوں نے کہا اور اُنہوں نے واک آؤٹ کیا پھر ہم ہمارے جو حکومتی ارکان دوست گئے اور اُنکو منا کے

لے آئے۔مَیں بحثیت بلوچستانی ایک بلوچ مجھے خود اچھا نہیں لگا جس چیز سے یہ اچھا عمل نہیں رہا ہے۔لیکن میں اپنی طرف سے جو ہمارے حکومتی ارکان ہیں اُن کی طرف سے اُن سے معذرت کرتا ہوں اور اُن کو ہم نے وہاں چیمبر میں بھی یہ چیز باور کرایا کہ اِس پر کارروائی ہوگی۔سی ایم صاحب آج آجاتے ہیں تو اُسکے بعد مَیں ہمارے جو حکومتی دوست ہے جو اِن کے تحفظات تھے وہ ہم سی ایم صاحب کے ساتھ رکھیں گے انشاءاللہ اِس پر کارروائی ہوگی۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you لہڑی صاحب۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: سیکرٹریز کی بات ہو رہی ہے۔اسپیکر صاحب نے رولنگ بھی دی تھی اور کئی بار letter بھی لکھے ہیں کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اسمبلی ہال میں اگر سیکرٹری صاحب نہیں ہیں تو کم از کم ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری کو یہاں ہونا چاہیے۔آج آپ یہاں دیکھیں جو سیکرٹریز لیول کی جو seats ہیں اِن پر کتنے سیکرٹریز بیٹھے ہوئے ہیں؟ ایک single سیکرٹری بھی اِس وقت نہیں ہے۔چلو ہمارے اگر منسٹر صاحبان نہیں ہیں تو کم از کم سیکرٹریز صاحبان کو تو ہونا چاہیے۔اب ہم کوئی بات کرتے ہیں کسی point پر، کسی point of order پر بات کرتے ہیں یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے مسئلے پر بات کرتے ہیں اگر منسٹر بھی نہ ہو اور سیکرٹری بھی نہ ہو تو ہم یہ فریاد کس سے کریں؟ ہم کس کو یہ inform کریں؟ کئی بار یہ چار، چھ ماہ میں کتنی بار یہ complaints یہاں ہوئے کئی MPAs نے یہ بات اُٹھائی ہے کہ سیکرٹریز کو سیشن میں ہونا چاہیے تاکہ ہم جو بھی complaint کریں یا جو بھی کوئی positive بات کریں کم از کم سیکرٹری کو موجود ہونا چاہیے تاکہ اُسکا نوٹس لیں اور اُس پر کوئی action لیں۔جب سیکرٹری ہی موجود نہیں ہے ہم دیواروں سے بات کر رہے ہیں، کیا بات کریں؟ اور اگر یہ یہاں آپ کے کہنے پر نہیں آرہے ہیں تو وہاں جاکر کے دفتر میں ہماری کیا بات سنیں گے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل جی آپ کا point بھی نوٹ کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: یہ ایک ایوان ہے اِس کا وہ احترام نہیں کرتے تو وہاں جاکر کے MPA کا کیا احترام کریں گے؟ آج میڈم کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: آپ کے خیال میں اچھا ہوا ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نہیں جی بالکل نہیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: بالکل اچھا نہیں ہوا ہے۔ہم اِسکی مذمت کرتے ہیں۔اور ہم چاہتے ہیں کہ اس بات کا نوٹس لینا

چاہیے اُس سیکرٹری کو بلانا چاہیے اور اُس سے یہ پوچھنا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر لہڑی صاحب نے آپ لوگوں کی بات کی تائید کی ہے اور اُنہوں نے آگے کہا کہ بالکل اِس چیز کو آگے لیا جائیگا۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: دیکھیں kindly آپ اِس پر ایک رولنگ دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل جی۔ بالکل۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اور سیکرٹریز کو inform کریں کہ آپ لوگ ہر سیشن میں آجائیں۔ Thank you very much.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل انشاءاللہ۔ جی گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کُرد گیلو (وزیر مال): میڈم! وہ جو بات چل رہی ہے ہمارے سیکرٹری S&GAD کے اُس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں شاہ صاحب کو یقیناً آج پتہ نہیں جو ہماری بہن گئی ہیں اُدھر کیسے ہوا ہے۔ یقیناً وہ شریف آدمی ہے اور ہمارے باقی سیکرٹریز بھی شریف ہیں' بات سنتے ہیں ہمیشہ ہم گئے ہیں اُنہوں نے ہر ایک کا احترام کیا ہے اور مَیں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب کہ پتہ نہیں کوئی mishap ہو گیا ہوگا کہ اِس طرح سے اُس نے ہماری بہن کے ساتھ بات کی ہے۔ ہم اُس کو بلاتے ہیں پوچھتے ہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے انشاءاللہ حل ہو جائے گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you گیلو صاحب۔ ہادیہ صاحبہ! آپ نے بات کرنی ہے؟ جی زاہد صاحب۔

میر زابد علی ریکی: باقاعدہ یہ جو سیکرٹریز ہو جائیں میڈم اسپیکر مَیں آپ کو بتا رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی زابد صاحب؟

میر زابد علی ریکی: ہمارے منسٹر گیلا صاحب نے کہا، ہر کسی کی عزت ہے میری بات سن لیں میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: جو سیکرٹریز ہیں بلوچستان کے ہم نہیں کہتے ہیں جو سیکرٹریز ہیں MPAs ہیں اِن لوگوں کو عوام کا mandate حاصل ہے وہ آتے ہیں دفتر میں اُن لوگوں کی عزت کریں جو کام ہے وہ کام اُن کا سن لیں وہ اپنے علاقے کا اپنی جس جگہ کا پوچھنا چاہتے ہیں اُس کا right بنتا ہے سیکرٹری کو brief کر کے بتا دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل۔

میر زابد علی ریکی: ہم اُس سے ہمارے جو MPAs ہیں ہم اُن سے خدانخواستہ غلط کام کے لیے نہیں کہتے ہیں۔ گیلا صاحب! آپ لوگ منسٹر ہیں آپ لوگ ٹھیک ہیں فون پر بیٹھتے ہیں آپ سیکرٹری ایک منٹ، ایک سیکنڈ پر آ کے آپ

لوگوں کا کام اُسی یا آپ کے گھر میں آ کے کر لیتے ہیں مگر MPAs ہیں مَیں آپ کو یہی بات بتا رہا ہوں گیلا صاحب! میری بات سنیں complete ہو جائے اُس کے بعد جیسے ہمارے اپوزیشن لیڈر نے بات کی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: زاہد صاحب! آپ لوگوں کا point آ گیا اور دونوں منسٹرز نے آپ لوگوں کی تائید کی ہے۔

میر زابد علی ریکی: تو مَیں یہی کہہ رہا ہوں ناں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: دونوں منسٹرز نے آپ کی بات کی تائید کی ہے کہ جو بالکل اگر ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا اُس چیز کے اُوپر اِنشاءاللہ آگے action لیں گے۔ Thank you so much۔ جی عاصم کرد صاحب۔

میر محمد عاصم کُرد گیلو (وزیر محکمہ مال): آپ میری بات سُنیں ہم احترام سے اُن سے ملتے تھے اور احترام سے بات کرتے تھے اِس سے پہلے بھی ہم 20 سال اپوزیشن میں رہے ہیں ہم ہر سیکرٹری کے پاس جاتے تھے وہ بھی احترام کرتے تھے۔ ہمارے بلوچستان کے سیکرٹری ہیں وہ بھی ہم میں سے ہیں کیسے نہیں وہ باہر سے آئے ہیں وہ ہمارے احترام کرتے ہیں ہم اُن کا احترام کرتے ہیں۔ ابھی ہماری بہن کو شکایتیں ہوئیں اُس کی وہ شکایات دور کر دیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you گیلا صاحب۔

وزیر مال: ایسا نہیں ہم بھی آپ کے side پر رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ہادیہ صاحبہ۔

محترمہ ہادیہ نواز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میڈم اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ نصیر آباد ڈویژن ہمارے صوبہ بلوچستان کا گرین بیلٹ ہے یہاں کی زرخیز زمین چاول اور گندم کی کاشت کے لیے انتہائی زرخیز ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل یہ زرخیز خطہ خشک سالی کا شکار ہے۔ عوام پینے کے پانی کے لیے بھٹک رہے ہیں، فصلیں سوکھ رہی ہیں۔ جناب اسپیکر! جولائی کے وسط تک ہمارے region میں چاول کی کاشت شروع ہو جاتی ہے لیکن آج کی تاریخ تک پٹ فیڈر سے نکلنے والی ذیلی نہروں میں پانی نہیں پہنچا۔ صحبت پور، اوستہ محمد، جعفر آباد، ڈیرہ مراد جمالی کی واٹر سپلائی کے تالاب خشک ہیں۔ پینے کے پانی کی شدید قلت ہے اگر اس کا نوٹس نہ لیا گیا تو ایک سنگین انسانی المیہ جنم لے سکتا ہے۔ میڈم اسپیکر! دوسرا اہم issue بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے ہمارے علاقے میں لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ 16 سے 18 گھنٹے تک جاری ہے جو کہ اس قیامت خیز گرمی میں عوام کے ساتھ انتہائی ظلم ہے۔ میری درخواست ہے کہ کیسکو حکام کو حکم دیا جائے کہ اس مسئلے کا کوئی سنجیدہ حل تلاش کیا جائے۔ میڈم اسپیکر! ہمارے سب سے اہم اور تیسرا مسئلہ امن وامان کا ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لیے ہماری سول آرمڈ فورسز اور پولیس اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔ ہم اِن کی قربانیوں کی قدر کرتے ہیں اس وقت ہمارے ضلع جعفر آباد اور نئے قائم ہونے والے ضلع اُوستہ محمد میں پولیس نفری انتہائی کم

ہے جس کی وجہ سے امن وامان کا مسئلہ سنگین صورتحال اختیار کرگیا ہے۔ میں اس معزز ایوان میں آپ کے سامنے اپنی تجویز پیش کرتی ہوں کہ ضلع جعفرآباد اور نئے قائم ہونے والے ضلع اوستہ محمد میں بلوچستان کانسٹیبلری سے اضافی نفری فراہم کی جائے کہ امن وامان کی صورتحال کو برقرار بنایا جاسکے، شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you ہادیہ نواز۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر ضیاء اللہ لانگو صاحب، میر شعیب نوشیروانی صاحب۔ محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ۔ سردار مسعود علی خان لونی صاحب۔ میر صادق عمرانی صاحب۔ جناب عبدالمجید بادینی صاحب۔ سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: میر یونس عزیز زہری' قائد حزب اختلاف، جناب اصغر علی ترین، میر زابد علی ریکی، جناب فضل قادر مندوخیل، ڈاکٹر محمد نواز کبزئی، سید ظفر علی آغا، جناب رَوِی پہنوجہ، محترمہ شاہدہ رؤف اور محترمہ صفیہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔ جی شاہدہ صاحبہ!

محترمہ شاہدہ رؤف: ہرگاہ کہ یہ ایوان مورخہ 31 جولائی 2024 کو فلسطین کی تحریک آزادی کے عظیم لیڈر اور حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ جن کو ایران کے شہر تہران میں ایک قاتلانہ حملے میں شہید کیا گیا کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اِن کی شہادت سے اُمت مسلمہ اور خاص کر فلسطین ایک عظیم انقلابی رہنما اور مجاہد سے محروم ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے ساری زندگی مظلوم فلسطینی عوام کے حقوق اور اُن کی آزادی کے لیے نمایاں کردار اور قضیہ فلسطین کو عالمی سطح پر اُجاگر کیا اور اسرائیل کے غاصبانہ کردار کو دُنیا کے سامنے رکھا۔ لہذا یہ ایوان اِن کی فلسطینی عوام کے لیے بے لوث خدمات پر اُنہیں خراج تحسین اور اُن کے لواحقین اور فلسطینی عوام سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ پاک اُن کی شہادت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کیا محرکین اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی پہلے دُعا کریں۔

(شہید اسماعیل ہنیہ کے لیے دُعائے مغفرت کی گئی)

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): میڈم اسپیکر! اگر اس کو پورے ہاؤس کی طرف سے مشترکہ مذمتی قرارداد کردیں تو صحیح

نہیں ہوگا؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہاں جی بالکل ۔سیکرٹری صاحب! یہ پوائنٹ نوٹ کریں اس کو پوری اسمبلی کی مشترکہ قرارداد کریں۔ہوگئی جی یہ ایوان کی مشترکہ قرارداد۔

وزیر مال: thank you

میر زابد علی ریکی: thank you میڈم اسپیکر۔میڈم اسپیکر! بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اسماعیل ہنیہ فلسطین کے ایک بڑے لیڈر تھے ان کو شہادت نصیب ہوئی اور یہ بہت کم بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے پورے پاکستان میں ہر صوبے میں جو فلسطین پر جو اسرائیل نے جو ظلم کیا ہے اور اسرائیل کے ساتھ جو ملک ملے تھے ہمارے فلسطین کے مسلمانوں کو شہید کرنا اُن کے گھروں کو مسمار کرنا ہسپتالوں میں جو ہمارے فلسطین مسلمان تھے ان ہسپتالوں کو راکٹ گولے مارنا وہاں لوگوں کو شہید کرنا یہ ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے پورے پاکستان میں ہر صوبے میں جلسہ کیا باقاعدہ الحمدُ للہ پوری دُنیا کو یہ واحد ہماری جمیعت علمائے اسلام نے ہمارے کارکنوں نے پوری دُنیا میں یہ دکھا دیا کہ اسرائیل ایک ظالم ملک ہے اس نے تمام ہمارے فلسطین کے مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کر رہا ہے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے جتنے مسلمان ممالک ہیں وہ اس وحشیانہ ظلم پر چُپ ہیں اور خاص طور پر ہماری جو بات کرنے والے ہیں ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے باقاعدہ ہر صوبے میں جلسہ کیا اور جلسہ کرنے کے بعد باقاعدہ ہمارے مسلمانوں نے جدھر بھی ہیں اُن لوگوں نے اپنے حسب مطابق چندہ بھی اکٹھا کیا الحمدللہ ہمارے فلسطینی بھائیوں تک بھی پہنچایا اور آپ کے دُکھ، پریشانی اور مصیبت میں ہم پاکستان کے مسلمان بھائی آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔اور ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے دُنیا میں مسلمان ممالک بہت ہیں مگر جب اتفاق نہیں ہوگا یہی بد اتفاقی کی وجہ سے میڈم اسپیکر! اسرائیل ظالم ہمارے فسلطینی بھائیوں کو شہید کر رہا ہے۔ابھی آپ دیکھیں ہمارے ایک لیڈر اسماعیل ہنیہ کو تہران میں شہید کیا گیا اُس کی ہم اور ہماری جماعت پرزور مذمت کرتی ہیں۔اور انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ نے زندگی دی کل جمعتہ المبارک کو ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے پورے پاکستان میں جمعتہ المبارک کے دن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹروں میں ریلی جلسے کا باقاعدہ کہا ہے کہ اس کی مذمت کی جائے اور اُس کے لیے دُعا کریں اور اُس کے خاندان کو اسرائیل جیسا ظالم ملک نے شہید کیا تہران میں۔میڈم! ہم مسلمان فخر کرتے ہیں جب ہم شہید ہوتے ہیں ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم جنت میں جاتے ہیں۔اسرائیل کا انجام انشاءاللہ میڈم اسپیکر! ظالم اگر دو سال پانچ سال دس سال ظلم کرے گا مگر جب اللہ تعالیٰ کی گرفت آجائے میڈم اسپیکر! انشاء اللہ پھر آپ دیکھیں افغانستان میں کیا ہو رہا تھا۔افغانستان میں 20,25 سال united state وہاں کیا کر رہی تھی آخر اللہ تعالیٰ نے اُس

کو افغانستان میں بھی شکست دی۔میڈم اسپیکر! یہ جو قرارداد ہم لوگ لائے تھے ابھی عاصم کرد گیلو نے بھی کہا ہماری نیشنل پارٹی کے واجہ رحمت علی بلوچ نے بھی کہا کہ ہم اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں بالکل ہم یہ پاور دکھاتے ہیں کہ بلوچستان اسمبلی میں آل پارٹیز نے اور 65 اراکین نے سب نے اس کی مذمت کی اور اس قرارداد کی حمایت بھی کی کہ ہمارے شہید اسماعیل ہنیہ کو تہران میں شہید کیا گیا۔میڈم اسپیکر صاحبہ! اب میں اسی کے حوالے سے اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں سارے ہمارے جتنے colleagues بیٹھے ہیں، ہر کوئی دو دو منٹ اس پر بات کریں تاکہ ہم یہ دکھانا چاہیں کہ بلوچستان اسمبلی میں ہم فلسطینی مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہیں اور انشاءاللہ ساتھ رہیں گے۔thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔thank you

سید ظفر علی آغا: شکریہ میڈم اسپیکر۔آج کی جو مذمتی قرارداد اس ایوان میں پیش ہوئی ہے حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کی شہادت کی ہم پرزور مذمت بھی کرتے ہیں اور ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو غریق رحمت اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔میڈم اسپیکر! اسرائیل کی جو ظالمانہ وحشت یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ہم فخر کرتے ہیں بحیثیت ایک اسمبلی کا ممبر اور جمعیت علمائے اسلام کا ایک کارکن کہ ہمارے قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حماس کے سربراہ کی شہادت پر فلسطینی بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوکے پوری دنیا کو دکھایا کہ ہم اسرائیل کی بربریت، جارحیت اور ظالمانہ رویہ کے خلاف ہیں جو پوری دُنیا اُس کو دیکھتی ہے۔اُس کے سوشل میڈیا پر ویڈیوز چلتی ہیں اُس کے آئے دن پرنٹ میڈیا پر خبریں آرہی ہیں۔مگر پاکستان واحد ملک ہے یہاں اس کی مذمت ہوتی ہے اور دوسری بات جو اس کو ایران نے مہمان بنایا اور اُس کی سیکورٹی کے کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے گئے اور اُس کو شہید کیا گیا۔تو یہ بھی ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے اُس ملک کے لئے جب اسماعیل ہنیہ کی شہادت وہاں ہوئی۔پاکستان ہمارا ملک ہے، ہم فخر کرتے ہیں اس اپنے ملک پر اس نے ہمیشہ اُس جارحیت اُس ظلم اُس پر بربریت کی ہمیشہ اس کو اپنا کشمیر کا ہو، وہ چاہے اسرائیل کا ہو، ہمیشہ اپنے اُس میں point out کیا ہے اور ساتھ اس پر بات کی ہے۔میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قائد ملت اسلامیہ ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے جمعہ کے دن اس پر ہر ضلع میں احتجاج کی call دی ہے میں حکومتی بینچز سے بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں اور انشاءاللہ تعالیٰ کیونکہ ان لوگوں نے گیلا صاحب نے اس کی حمایت کی ہے۔تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جمعے کی نماز کے بعد ہم سب شانہ بشانہ ہوکے اسرائیل کو منہ توڑ جواب دیں جو ظلم ان لوگوں نے کیا یہ انشاءاللہ العزیز اسماعیل ہنیہ وہ شخص ہے یہ کبھی مر نہیں سکتا۔اور انشاءاللہ تعالیٰ اس طرح ہزاروں اسماعیل ہنیہ پیدا ہوں گے اور اس کا منہ توڑ جواب اسرائیل کو دینگے انشاءاللہ۔میں آخر میں اس کی مذمت بھی کرتا ہوں اور یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کی کیونکہ اُس کے پورے خاندان نے قربانی دی ہے اور ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو رو رہا

ہے۔جس طرح اسماعیل ہنیہ کی شہادت ہوئی ہے۔میڈم سپیکر! آج شکر الحمدللہ قائد جمعیت اور جمعیت علماء اسلام کے ایک حکم کے مطابق اس میں ہم لوگوں نے قرارداد بھی منظور کی اور انشاء اللہ تعالیٰ ایوان میں اس کی بھرپور سب کو مذمت بھی کرنی ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ قرارداد پاس بھی کریں گے اور پوری دنیا کو یہ message دکھائیں گے کہ ہم اسرائیل کی اُس بربریت جو ظالمانہ روہ اختیار کررہا ہے وہ یہ سن لیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کے ہزارہا اسماعیل ہنیہ پیدا ہونگے۔ بہت شکریہ میڈم thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: .thank you جی رحمت صالح صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: شکریہ میڈم صاحبہ! جو قرارداد ہے اس کی حمایت کرتا ہوں۔سب سے پہلے میں شہید اسماعیل ہنیہ کو سلام پیش کرتا ہے کہ ایسے نڈر انقلابی لیڈر اور صدیوں میں پیدا نہیں ہوتے جس سے ہمارا پوری تن من اپنے بچے پورے اپنے خاندان کو قربان کردیا ہے اور جس بزدلانہ دہشت گردی کے through ایک انٹرنیشنل دہشتگرد ملک نے 15 مئی 1948 میں جو فلسطین پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور اس جنگ کا آغاز ہوا، اسی دن سے آج تک فلسطینی قوم متواتر قربانی دے رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قربانی پر اور اسماعیل ہنیہ کی شہادت پر میں اس کو سرخ سلام پیش کرتے ہوئے اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور فلسطینی نڈر قوم کو داد تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک ظالم کے سامنے ایک آہنی دیوار کی طرح بھوک پیاس تمام مصیبتیں مشکلات کو سامنے کرتے ہوئے اپنی شناخت اپنی سرزمین کی بقا کے لیے جنگ لڑ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے انقلابی لیڈر جسمانی حوالے سے ضرور جدا ہوتے ہیں لیکن وہ ہر انسان کے دل میں رہتی دنیا تک زندہ ہوتے ہیں اور یہ انٹرنیشنل دہشت گرد ملک اسرائیل کی بھول ہے کہ ایک قوم کو مارنے سے ختم کیا جاسکتا ہے میرے خیال میں کوئی بھی قوم مارنے سے ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ کل رات جو 31 جولائی کی درمیانی شب اسماعیل ہنیہ نے اپنے خون سے تحریک فلسطین کی آبیاری کی اور اس کو ایک وسعت دی بلکہ بجائے کہ کوئی مایوس ہو خوف کا شکار ہو آج میرے خیال میں فلسطینی قوم سر اٹھا کر فخر یہ یہ کہتی ہے کہ یہ میرا شہید اس کے پیچھے پھر ہزاروں لوگ پیدا ہوں گے اُن کے لیے باعث فخر بنا ہوا ہے بلکہ تمام مسلم قوم کے لیے مسلمان ملکوں کے لیے کہ ایک عظیم لیڈر نے ایک عظیم انقلابی آزادی پسند لیڈر نے جام شہادت نوش کیا آخری دم تک اپنے ملک کے لیے لڑا۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس بہیمانہ قتل کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور انہی ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور ترامیم میں in return shape جمع کروں گا سیکرٹری صاحب کو۔ thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی گیلا صاحب جی آپ۔

وزیر مال: اسپیکر صاحبہ! میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مذمتی قرارداد تو منظور ہوگئی مشترکہ قرارداد آپ کے کہنے پر تمام ممبران کے نام اس میں ڈالے گئے ہیں۔

وزیر مال: ٹھیک ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی چلیں آپ تمام پارٹیوں کی طرف سے تمام جتنے ممبران ہیں متفقہ قرارداد کے طور پر منظور کر رہے ہیں۔ منظور ہوئی قرارداد جی؟ thank you. جی thank you۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ ڈپٹی اسپیکر، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صوبائی وزیر، ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ مینا مجید، محترمہ ہادیہ نواز پارلیمانی سیکرٹری، محترمہ فرح عظیم شاہ، محترمہ شاہدہ رؤف اور محترمہ شہناز عمرانی اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرکہ اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی شکریہ میڈم سپیکر۔ ہرگاہ کہ گزشتہ دنوں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں چند شرپسندوں کی جانب سے ایک منصوبے کے تحت پاکستان کے کونسل خانے پر پتھراؤ توڑ پھوڑ اور پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کی بے حرمتی کی گئی جبکہ جھنڈا کسی بھی ملک کی پہچان اور شناخت ہے جس کا احترام دنیا کے ہر فرد پر لازم ہے۔ اس مکروہ عمل سے دنیا بھر میں رہنے والے پاکستانیوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان اس افسوسناک واقعے کی نہ صرف شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے بلکہ وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جرمن حکومت سے فوری طور پر رابطہ کرے کہ وہ ویانا کنونشن کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے اس واقعے میں ملوث انتہا پسند عناصر کو فوری طور پر گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات رونما نہ ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر مال: میڈم اسپیکر! اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں اس کو بھی تمام پارٹیوں کی طرف سے مشترکہ کر دیں تو بہتر ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آیا اس کو تمام پارٹیوں کی طرف سے متفقہ قرارداد قرار دیا جائے؟ منظور ہوئی۔ جی تمام پارٹیوں کی طرف سے اس کو متفقہ قرارداد قرار دیا جاتا ہے۔ جی محترمہ فرح عظیم صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اُترے وہ فصلِ گُل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو۔ میڈم اسپیکر! آج اس مذمتی قرارداد کا پیش کرنا صرف ایک یاد دہانی ہے۔ مگر اب وقت آ گیا ہے کہ ہم عملی

اقدامات اٹھا کر دشمن کو یہ پیغام دیں کہ اس سبز ہلالی پرچم کے سائے تلے ہم سب ایک ہیں۔اور اِس سبز ہلالی پرچم کی سربلندی کے لیے way forward ہونا بھی بہت ضروری ہے۔میڈم اسپیکر! سبز ہلالی پرچم ہماری قوم کی عظمت کا نشان کہلاتا ہے چنانچہ اس سے اُلفت اور محبت اس طرح سے کی جائے جیسے کہ یہ ماں کا آنچل ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو بھی یہ تعلیم دیں کہ یہ سبز ہلالی پرچم ہر لحاظ سے قابل احترام ہے اور اس کی بے حرمتی کسی بھی طور جائز نہیں۔ میڈم اسپیکر! آزاد قومیں اپنے قومی پرچم کی عظمت کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتیں۔ہم جشن آزادی تو مناتے ہیں اور پرچم بھی لہراتے ہیں صرف اگست کے مہینے میں لیکن اگر آپ دوسرے ممالک کو دیکھیں تو انہوں نے اپنے قومی پرچم کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا رکھا ہے۔اُن کے دفتروں ان کے بازاروں ان کے لباس ان کے گھروں پر اپنا قومی پرچم لہراتے ہیں۔میڈم اسپیکر! آج یہ مذمتی قرارداد جو ہم نے اس ایوان میں پیش کی ہے اس حوالے سے یہ قومی پرچم اور یہ جو قومی پرچم کے جو بیجز ہم نے اپنے لباس پہ لگائے ہوئے ہیں یہ ہم نے اپنے تمام معزز اراکین کو distribute کرنے تھے لیکن مجھے بہت خوشی ہوئی آج یہ دیکھ کر اور یہ ایک بہت بھرپور طریقے سے ایک طاقتور پیغام بلوچستان اسمبلی سے پوری دنیا میں گیا ہے کہ ہم سب اس سبز ہلالی پرچم کے سائے تلے ایک ہیں۔اور جس طریقے سے جناب زاہد علی ریکی صاحب نے اور جناب یونس زہری صاحب نے اس point کو اٹھایا تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔میڈم اسپیکر! ملک میں انتشار اور بدامنی دیکھ کر آپس کی لڑائی دیکھ کر اور پھر پوری دنیا کی نظر پاکستان پر، اس کو observe کر کے وہ کیا سوچتے ہیں۔کچھ عرصہ پہلے ہی میں نے ایمان پاکستان تحریک کا آغاز کیا تھا اور آج مجھے بہت خوشی ہے کہ ہماری یہ تحریک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے سبز ہلالی پرچم کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں۔اسے اپنے لباس پر اپنے گھروں پر دفتروں میں بازاروں میں اور گاڑیوں پر لہرائیں۔میں آپ کو یقین دلاتی ہوں ایسا کرنے سے نا صرف ہماری نئی نسل میں پاکستانیت کا revival ہوگا بلکہ پوری دنیا میں یہ پیغام جائے گا کہ اس پرچم کے سائے تلے ہم سب ایک ہیں ایمان پاکستان تحریک صرف فرح عظیم شاہ کی تحریک نہیں یہ ہر پاکستانی کی تحریک ہے میں آپ سب سے گزارش کرتی ہوں اور میڈیا کے through پورا پاکستان بھی ہمیں سن رہا ہے میں تمام پاکستانیوں سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ بڑھ چڑھ کے ایمان پاکستان تحریک کا حصہ بنیں اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیں کہ اس سبز ہلالی پرچم تلے ہم ایک ہیں آندھی آئے یا طوفان ہم سب ایک ہیں پاکستان ہمیشہ زندہ آباد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جناب علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): میڈم اسپیکر! جس طرح کہ مشترکہ مذمتی قرارداد ہمارے بھائیوں نے خصوصاً آپ نے اس ایوان میں پیش کی اور اس کے ساتھ ساتھ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج بلوچستان کے مختلف

پارٹیوں کے ممبران نے اس قرارداد کی حمایت کی کیونکہ ہر کسی کی پارٹی الگ ہے۔مگر ملک سب کا پاکستان ہے۔تو آج کا یہ مذمتی قرارداد بلوچستان کی اسمبلی سے میں سمجھتا ہوں کہ ان ملک دشمن عناصر کے منہ پر ایک طمانچہ ہے کہ جس نے جرمنی کے شہر میں چند شر پسند عناصر نے جو ہمارے ملک کے جھنڈے کی بے حرمتی کی تو آج بلوچستان کی اسمبلی سے یہ قرارداد بھاری اکثریت سے منظور ہو کے ان ملک دشمنوں کے لیے ایک بہت بڑا اسبق ہے۔یہ ملک خداداد پاکستان ہم سب کا ہے، یہ ملک ہے تو ہم ہیں یہ ملک ہے ہم سیاست کرتے ہیں۔یہ ملک کو انشاءاللہ تعالی اللہ پاک ایک ایسا ملک بنائے گا ایک امن کا ملک بنائے گا ایک ترقی یافتہ ملک بنائے گا اس وجہ سے ملک دشمن نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو امن ہو خوشحالی ہو تو آج ہماری بہنوں نے ہمارے باقی پارٹی کے دوستوں نے اتحادیوں نے اپوزیشن کے ساتھیوں نے سب نے مل کے اس قرارداد کی حمایت کی ہے۔ اس میں ہمیں بڑی خوشی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے دوستوں نے ہماری اپوزیشن کے دوستوں نے اعتراض اٹھایا کہ ہمیں ہمارا ملک کا جھنڈا دیا جائے۔یہ بہت خوشی کی بات ہے ہماری بہن نے تقسیم نہیں کیا تھا ایک وقت جھٹکا آتا رہتا ہے، مگر انشاءاللہ تعالی یہ ملک قائم و دائم رہے گا۔پاکستان زندہ باد بلوچستان پائندہ باد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: Thank you Madam Speaker! I want to speak about this resolution. The recent attack on Pakistan consulate in Germany by violent afghan group who tried to disrespect our national flag. I strongly condemn this incident because this flag is our national identity, our honor, dignity and we have made the historical sacrifices for its honour. So we wouldn't tolerate such accidents at all. Madam Speaker! Pakistan generocity and hospitality towards afghan refugees in our country for decades has been re-paid by such act of vandalism and disrespect. We strongly condemn, I once again said we strongly condem this incident and we plea to the Germany Government, kindly take meaningful actions and fullfill its responsibility under the Viena convention. the Germany government have to protect the diplomates and the consulate staff, the personel and the security of consulate of Pakistan in Germany. So we plea to Germany government to ensure protection of all the citizens who are living in the

Germany, because of such events not only flag and nationality have been disrespected but the citizen living in the Germany their life also at risk. So we plea to the Germany government on the behalf of the people of Balochistan, on the behalf of all Parliamentarians please take the meaningful action and prevent such incidents to not be happened in future. Thank you Madam Speaker.

محترمہ ڈپٹی اسپیکر: thank you ۔جی خیر جان بلوچ صاحب'

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔میرے ساتھی رحمت علی بلوچ نے اس قرارداد کی حمایت میں ایک ترمیم بھی پیش کی ہے۔میری خواہش ہے کہ اس ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کو پڑھا جائے اور میں اس قرارداد کی اس لیے حمایت کرتا ہوں۔ ہماری نظر میں جو دنیا بھر میں کسی کا ملک کسی ملک کا جھنڈا اس کے قوم کے لیے اس ملک کے لیے بلکہ عالمی طور پر قابل احترام سمجھا جاتا ہے اور ایسی حرکات دنیا میں کوئی بھی کرے دنیا کے کسی کونے سے کرے یقیناً ایک قابل مذمت عمل ہے۔ پاکستان چونکہ ہمارا ملک ہے یقیناً پاکستانی جھنڈے کا احترام پاکستان کے آئین کا احترام پاکستان کی بقاوسلامتی ہم میں سے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کے لیے متنازع نہیں ہے۔ چاہے ہم اپوزیشن میں ہیں یا حکومت میں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اگر امن آنا ہے دنیا میں ترقی آنی ہے تو دنیا کی باہمی ہمیں وجودیت کے فلسفے کو تسلیم کرنے سے امن بھی ہوگا، ترقی ہوگی، قوموں کے مابین احترام کا جذبہ اور عمل پیدا ہوگا۔ یقیناً ایسے اعمال دنیا میں کوئی بھی کرے جن سے قوموں کے درمیان نفرتیں پیدا ہوتی ہوں، ملکوں کے درمیان مسائل جنم لیتے ہوں وہ کسی بھی ملک کسی بھی قوم کے فائدے میں نہیں جاتی۔تو اس سلسلے میں ہماری پارٹی نیشنل پارٹی کا ایک واضح مؤقف ہے کہ ہم اس ملک کے اندر جمہوری انداز میں تشدد اور نفرت کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں ہم اس ملک میں مساوات اور امن وترقی چاہتے ہیں۔اس ملک کی سلامتی وبقا کے لیے ہم اپنا ایک نظریہ رکھتے ہیں جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے تمام اقوام۔بلوچ، پشتون، سندھی، پنجابی، سب مل کر کشمیری، سرائیکی، گلگتی یہ سب مل کر اس ملک کو ایک خوبصورت گلدستہ بنا سکیں۔اور بلوچستان اسمبلی میں سمجھتا ہوں اس وقت اُس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بلوچستان اسمبلی ایسے مسائل ایسی مشکلات جب آتی ہیں۔تو وہاں باہمی احترام اور باہمی تعاون کے ساتھ چیزوں کو دیکھتی ہے مُجھے اُمید ہے کہ ہمارے حکومتی ساتھی بھی آئندہ بہت سارے معاملات پر وسیع النظر ہوکر اس اسمبلی کو چلائیں گے۔میڈم دیکھیں، اسمبلی کے جو ممبران ہیں اسمبلی کی خوبصورتی اِن ہی سے ہے چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں یا حکومت میں۔اگر اپوزیشن آج کوئی سمجھتا ہے کہ میں حکومت میں ہوں۔کل کو اُس کو بھی اپوزیشن میں آنا پڑے گا کیونکہ حکومتیں یہاں بدلتی ہوئے یا آپ بینچیں بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی ہے۔تو جس طرح تھوڑی دیر پہلے دوستوں نے

مختلف مسائل پر بات کی تو میں سمجھتا ہوں دیکھیں یہ اسمبلی کے ممبران حکومتی دوستوں آج آپ وزیر ہیں، آج آپ کی حکومت ہے۔ جو سیکرٹری صاحبان، جو بیوروکریٹس اسمبلی کے ممبران کے ساتھ تعاون نہیں کرتے ہیں اُن کی توہین کرتے ہیں اُن کے استحقاق کو مجروح کرتے ہیں۔ آپ انشاء اللہ اس انتظار میں ہیں کل آپ کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔ یہ یہ چیزیں آپ کے ساتھ ہوں بھی قابل مذمت ہمارے ساتھ بھی ہو قابل مذمت اقتدار اور اقتدار کا نشہ میں سمجھتا ہوں وقتی ہے یہ جب اُتر جاتا ہے پھر سب کو پتہ چل جاتا ہے۔ بلوچستان میں سمجھتا ہوں رواداری اور احترام کی سرزمین ہے یہاں کوئی بھی ہو ہمیں ایک دوسرے کو احترام دینا چاہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ شائستہ انداز میں پیش آنا چاہیے۔ یہاں کی بیوروکریسی بھی ہماری ہے یہاں کے آفیسران بھی ہمارے ہیں۔ لیکن کچھ عرصے سے یہ محسوس کیا جارہا ہے کہ ہم اپنی شاندار ماضی ہم اپنی مثبت روایات ہم اپنی رواداری کے فلسفے کو بھول رہے ہیں۔ یہ ایک زمانہ تھا کہ بلوچستان میں اپوزیشن اور حکومت کا کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا تھا۔ اُس کی وجہ کیا تھی؟ اُس کی وجہ بلوچستان کے وہ لوگ جو اسمبلی میں بیٹھے تھے۔ اُنکی اپنی ایک ذہنی صلاحیت تھی یا اُن کی وہ مثبت روایت تھی۔ اسمبلی کی سیٹ پر بیٹھنے کے باوجود وہ اپنی روایات کو نہیں بھولتے تھے آج تو ہم تو تھوڑی بات پر ایک دوسرے کو گلے سے پکڑتے ہیں۔ آج کوئی مثبت بات کے لئے اُٹھے اُس کو کسی اور رُخ پر لے کر جاتا ہے کہ جی ایسا نہیں ایسا نہیں بھئی یہ اسمبلی ہم سب کی ہے۔ یہاں ہمیں ایک دوسرے کی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے ایک دوسرے کی بات کو سوال و جواب اُٹھک بیٹھک کی طرح کریں گے تو کسی کو کسی بات سمجھ نہیں آئے گی۔ مجھے اُمید ہے کہ اس اسمبلی کو چلانے کے لئے میڈم! آپ اسپیکر ہیں آپ اس ہاؤس کی Custodian ہیں اس کو مثبت انداز میں لے جائیں گے اور حکومت سے میری گزارش ہے جو بھی اس ملک کے مفاد میں ہے۔ جو بھی اس ملک کی بقا اور سلامتی کے ساتھ کوئی چیز related ہوگی اُس میں وہ اپوزیشن سے مشورہ کریں مشورہ اپوزیشن اُس کو نفی میں جواب نہیں دے گی۔ لیکن اپوزیشن کے دوستوں کا احترام کیونکہ ہماری سرزمین کا ایک خاصہ ہے ہم کچھ نہیں مانگتے ہیں صرف عزت چاہے بلوچ ہو یا پشتون ہماری Code of honour میں عزت ہے ہم عزت چاہتے ہیں۔ اگر کسی کی بے عزتی ہوگی تو خاص کر کسی خاتون کی بے عزتی میں سمجھتا ہوں اس پورے بلوچستان کی روایات بلوچستان کی اسمبلی کی بے عزتی ہے۔ جو کلثوم کے ساتھ واقعہ پیش آیا انتہائی قابل نفرت اور قابل مذمت ہے۔ وہ ایک خاتون ہے، وہ کم عمر ہے۔ پوری اسمبلی میں وہ کم عمر ہے وہ ابھی سیکھنے کے تجربے سے گزر رہی ہے۔ تو ایسے میں اسے کو دلاسہ دینا چاہیے تھا اُس کو اپنی بچی اپنی بہن سمجھ کر اُس کو دلاسہ دینا چاہی تھا۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں حکومتی بنچز سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ کابینہ میں ہیں۔ آپ برائے مہربانی سیکرٹری صاحبان کو اس چیز کا پابند بنائیں۔ کہ جی Right to Information اگر کوئی بھی اسمبلی کا ممبر کوئی شہری آپ سے مانگتا ہے آپ کو دینا پڑے گا۔ آپ کے پاس کوئی بھی ایم پی اے آتا ہے جائز آئین و قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے

مسائل کے لئے ڈسٹرکٹ مسائل کے لئے اُس سے تعاون کریں۔ میڈم! ہم سے پوچھتے ہیں اُنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔آج میرا ڈسٹرکٹ جل رہا ہے۔سب سے زیادہ متاثر ڈسٹرکٹ آواران ہے آپ یقین کریں۔اب وہاں کی جو صورتحال ہے، اگر آواران میں امن آیا تو پورا بلوچستان میں امن آئے گا۔لیکن وہاں کیا صورتحال ہے۔ وہاں تو عجیب سی کیفیت ہے۔ میں نے آج جنگ صاحب سے بات کی میں کہاں جنگ صاحب آپ نے مُجھ سے بلوچی وعدہ کیا، اور سی ایم صاحب نے بھی پرسوں مُجھ سے بلوچی وعدہ کیا کہ وہ مسائل ہم حل کریں گے۔نہیں تو کہنے کو ہم بہت کہہ سکتے ہیں۔ میرے پاس یہ فائل پڑی ہوئی ہے اُس میں تمام تر ریکارڈ تمام تر ثبوت موجود ہیں میں دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔لیکن چونکہ جنگ صاحب نے مُجھے یقین دہانی کرائی۔سی ایم صاحب نے، یہ میرے ذاتی مسئلے نہیں ہیں۔ یہ اُس ضلع کے عوام کی مصیبت، مسائل، مشکلات ہیں۔ جو وہاں جو لوگ تعینات کئے گئے ہیں اُن کی وجہ سے اُن کو درپیش ہیں۔تو میڈم! میں اُمید کرتا ہوں کہ حکومت ہماری بھی آواز سُنے گی۔ہم اُن کے ساتھ ہم آواز ہونگے۔مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you آپ کا point آ گیا ہے۔جی سنجے کمار صاحب۔جی سنجے کمار صاحب کافی ٹائم سے آئے ہوئے ہیں۔chit آئی ہوئی ہے اُن کی۔جی۔

جناب سنجے کمار: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! سب سے پہلے جرمنی میں سبز ہلالی پرچم کی جو بے حرمتی کی گئی ہے۔اور پاکستانی کونسل پر جو پتھراؤ کیا گیا ہے ہم اُس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔میڈم اسپیکر صاحبہ! جھنڈا کسی بھی ملک کا ہو اُس کی پہچان ہوتا ہے۔اُس کی بے حرمتی کرنا ایک افسوسناک عمل ہے۔جو یہ ہمارے مخالف ایجنڈے میں کام کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم سبز ہلالی پرچم کی بے حرمتی کر کے اِن کو کمزور کرینگے۔تو میڈم اسپیکر صاحبہ! ہم اُنہیں بتانا چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے حوصلوں کو اور مضبوط کرتے ہیں۔آپ جتنی بھی حرکتیں کریں گے ہم سب متحد ہیں اور ہم آپ کو منہ توڑ جواب دینا بھی جانتے ہیں۔میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ تو جرمنی ہے۔اگر کوئی اور طاقتور ملک ہمارے ملک کے جھنڈے کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا ہم تمام پاکستانی اُن کو منہ توڑ جواب دینگے۔اور یہ بھی اُنہیں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ جھنڈا ہم تمام پاکستانیوں کی پہچان ہے۔اور جو ہماری پہچان کی طرف دیکھنے کی کوشش بھی کریگا ہم اُسے صفحہ ہستی سے مٹانے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔اور میڈم اسپیکر صاحبہ! اِس اسمبلی کے فلور سے ہم پوری دُنیا کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اِس پرچم کے سائے تلے ہم سب ایک ہیں۔پاکستان زندہ باد، بلوچستان پائندہ باد۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: thank you سنجے صاحب۔جی جناب جی اس کے بعد آپ کی ہے آغا صاحب۔

سیّد ظفر علی آغا: مشترکہ قرارداد ایک اہمیت رکھتی ہے۔جو جرمنی میں واقعہ ہوا ہمارے پاکستان کے اِس پرچم کے ساتھ اِس 65 کے ایوان میں یہ بلوچستان کا ایک گلدستہ ہے۔ہم سب کا دل اس سے دُکھا اور ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں

When the Pakistan came into being in1947 اُس دور سے لیکر اب تک اِس طرح کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ہم ہمارے آباؤاجداد نے اس کی پرزور مذمت کی ہے till now آج کی تاریخ میں ہم سب اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں پاکستان کو کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے ایک ایٹمی پاور رکھتا ہے۔انہیں ہر بات کا جواب بالکل بزور طاقت دے سکتا ہے۔مگر جس طرح اس پرچم کو اُتار گیا آج اس ایوان نے ثابت کرلیا بلوچستان کے طول عرض میں جتنے بھی آپ کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں،اس قرارداد کے تقریباً ان سب کا جو پرچم اُتار گیا اس کی مذمت بھی کرتے ہیں۔اور کرنی چاہیے as پاکستانی اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے۔ تاکہ کارروائی کو آگے بڑھایا جائے۔ بہت شکریہ Thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی میر عاصم کرگیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): مہربانی میڈم اسپیکر صاحبہ۔مشترکہ قرارداد ہے جو واقعہ جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں پیش آیا ہے۔ میرے خیال میں کوئی بھی ایسا پاکستانی نہیں ہوگا جو اس کی مذمت نہ کرے اور یہ ہاؤس بھی اس کی مذمت کررہا ہے۔ یہ تو جرمنی حکومت کا کارنامہ نہیں ہے یہ چند شرپسند عناصر ہوں گے، جو ہمارے embassy اور flag کی بے حرمتی کی ہے اور اس سے پہلے بھی جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ،جنہوں نے ہمارے flag کی بے حرمتی کی ہے اور ہمارے embassies کی بے حرمتی اور ساروں کی مذمت کرتے ہیں۔اسپیکر صاحبہ! یہ flag ایک symbol ہے،اپنے ملک کے نشان کا سارے جتنے بھی countries ہیں world میں وہ ساروں کے flag ہیں یہ کیا بات ہے کہ صرف پاکستان کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے، یہ میرے خیال میں اُن دشمن عناصر کی کارنامے ہیں جو یہ کام کررہے ہیں ہم اس کی پہلے بھی مذمت کرچکے ہیں اور ابھی بھی کرتے ہیں؛ Thank you thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی محترمہ شہناز صاحبہ۔

محترمہ شہناز عمرانی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں پاکستانی embassy پر کچھ افغان شرپسندوں نے توڑ پھوڑ کی ہے اور پاکستانی پرچم کو بھی آگ لگائی ہے۔ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں،حالانکہ جرمن کی Law enforcement agencies نے ان شرپسندوں کو گرفتار بھی کیا ہے اور اس کی تحقیقات بھی ہو رہی ہے لیکن پاکستان کو اس پر تشویش کا اظہار کرنا چاہیے اور اس کو condemn کرنا چاہیے اور جرمن حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کی تحقیقات کرے بلکہ صرف جرمن حکومت سے نہیں افغانستان سے بھی ہمیں مطالبہ کرنا چاہیے کیونکہ کسی بھی ملک کا پرچم وہاں کے ملک کی اور عوام کی عزت کا symbol ہوتا ہے اور یہ بین الاقوامی قوانین میں ہے کہ کسی بھی ملک کے پرچم کا ہر ملک کے عوام کو عزت واحترام کرنا ہے۔اور ہم یہ بھرپور مطالبہ کرتے ہیں اور بہت اچھی بات ہے کہ بلوچستان

حکومت سب اس مذمتی قرارداد پہ متفق ہیں اور ہم یہ فیڈرل حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کی تحقیقات کرائے اور اس کی مذمت کرے۔thank you.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you۔محترمہ ہادیہ صاحبہ۔

محترمہ ہادیہ نواز: میڈم سپیکر! میں اس مذمتی قرارداد کی بھرپور حمایت کرتی ہوں یہ سبز ہلالی پرچم ہماری پہچان ہماری شان ہے۔یہی وہ واحد ذریعہ ہے جو ہم سب کو متحد کیا ہے یہ ایوان وزیراعظم سے request کرتی ہے کہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی تو دور سوچنے کی بھی ہمت نہ ہو۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اور کسی نے قرارداد پر کوئی بات کرنی۔آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد منظو ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 20 پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ بلوچستان میں زیر زمین پانی کی سطح ہر گزرتے دن کے ساتھ نیچے گرنے سے صوبہ تقریباً تمام اضلاع میں پانی کی قلت محسوس ہورہی ہے اور ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ دو دہائیوں میں بلوچستان کی زیادہ تر سرسبز وشاداب چراگاہیں پانی کی کمی کے باعث صحراؤں میں تبدیلی ہوچکی ہیں۔واضح رہے کہ صوبہ کے اکثر اضلاع خاص کر ضلع واشک میں پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے مطلوبہ تعداد میں ڈیمز نہ ہونے کی وجہ سے پانی ضائع ہورہا ہے۔لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ علاقے کے زمینداروں کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر ضلع واشک کے لئے (تنگ ذوراتی ڈیم) کو تعمیر کرنے کیلئے عملی اقدامات اُٹھائے۔ تاکہ ضلع واشک کی زراعت کو مزید فروغ دیا جاسکے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 20 پیش ہوئی کیا۔محرک اپنی قرارداد کی admissibility وضاحت فرمائیں گے؟

میر زابد علی ریکی: جی میڈم thank you میڈم اسپیکر۔میڈم! تنگ ذوراتی ڈیم ضلع واشک کی تحصیل ماشکیل کے ایریا میں آتا ہے۔میں کہتا ہوں ہمارے تمام کاش! آج سی ایم صاحب یہاں ہوتے تو یہ جو ڈیم ہے میں نہیں کہتا ہوں واشک پورا تمام ڈسٹرکٹوں میں تمام ضلع کی ہر جگہ میں جب ڈیم ہوجائیں گے پانی کی سطح کے حوالے سے۔میڈم اسپیکر! اس علاقے کے زمیندار اور water level اس علاقے سے فائدہ اٹھاسکیں گے۔یہ تنگ ذوراتی ڈیم میڈم سپیکر! آپ کے نالج اور ہمارے یہاں جتنے ممبرز بیٹھے ہیں یہ تنگ ذوراتی ڈیم واحد ڈیم ہے میڈم سپیکر! پورا بلوچستان میں اگر یہ ڈیم بن جائے۔وفاق اگر اس کو بنائے کیونکہ صوبے کا،صوبے کے بس سے باہر ہے یہ 35 ارب کا پروجیکٹ ہے feasibility رپورٹ بھی ہے۔اس کا پانی ایران سے پانی آرہا ہے پنجگور سے آپ کے رخشان سے یہ واحد تنگ ذوراتی ڈیم میں کہتا ہوں

اس کا پانی ہر سال یعنی سال میں کئی بار بارش ہو جاتی ہے ایران کا سارا پانی وہاں آ کے تنگ ذوراتی ڈیم سیدھا آمونِ ماشکیل میں آ کے ضائع ہو رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! اگر یہ تنگ ذوراتی ڈیم بن جائے، وفاق اس کو اگر شامل کرے میں یقیناً آپ لوگوں سے کہہ رہا ہوں میڈم اسپیکر! اس میں ہزاروں زمینداروں کی وہاں زمینیں آباد ہو جائیں گی first، دوسرا میڈم سپیکر! جو آج کل بات کر رہے ہیں کہ ریکوڈک کے آس پاس پانی نہیں ہے سینڈک کے آس پاس پانی نہیں ہے، بجائے اگر آپ گوادر سے اگر آپ پانی لائیں میں کہتا ہوں اگر ریکوڈک کمپنی ہو، چاہے وفاق ہو، اگر اس ڈیم کو 35 یا 40 ارب کا پروجیکٹ ہے تو یہ میں کہتا ہوں ڈیم بن جائے میں کہتا ہوں وہاں ماشکیل کے جتنے زمیندار ہیں وہ بھی آباد ہوں گے میں کہتا ہوں پانی کی سطح پر جس جگہ میں اگر پانی لے جانا جائے ہر علاقے میں یہ پانی جا سکتا ہے۔ میڈم اسپیکر! اس کی باقاعدہ feasibility report بھی ہے میں اسمبلی کے توسط سے آپ کو دینا بھی چاہتا ہوں یہ تقریباً 2019ء میں اس کو ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ سے میں نے نکالا تھا sorry اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے نکالا تھا میڈم اسپیکر! اس کی feasibilit بنی تھی یہ 15 سے 20 ارب کا تھا ابھی یہ جو 2024ء کے لامحالہ اگر اس کو وفاقی گورنمنٹ ڈیم کی منظوری دیتی ہے، وفاق کے ساتھ الحمدللہ کافی ایسے پروجیکٹس اگر ہو جائیں بلوچستان کے لیے تو میں کہتا ہوں یہ آپ کے حب جیسا وہ کہتے ہیں بلوچستان میں بڑا حب ڈیم ہے۔ یہ میں کہتا ہوں تنگ ذوراتی ڈیم میڈم اسپیکر! یہ آپ کے پورے بلوچستان میں واحد ڈیم بنے گا کہ آس پاس میں جتنے زمیندار ہیں اور بلوچستان گورنمنٹ کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے یہ میں کہتا ہوں کافی ہے، اس میں میڈم اسپیکر! catchment area ہے اسکا 21 ہزار 6 سو 25 ہے اور یہ خاص طور پر 70 ہزار ایکڑ زرعی زمین اور زمیندار وہ بھی آباد ہو جائیں گے، اس پروجیکٹ سے۔ تو باقی میں کہتا ہوں آج کل آپ لوگوں کو پتہ ہے میڈم اسپیکر! بارڈر ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں بارڈر روز بہ روز میرے خیال سے بند ہوتا جا رہا ہے ہم لوگ وہ کام کریں بلوچستان کے عوام کو زرعی معاش کے حوالے پر ایگریکلچر کے توسط سے اس سے وہاں زمینداروں کی زمینیں آباد ہو جائیں گی اور علاقے کے جو پیاز، گندم، کپاس اور جو بھی ہو جائے، کیونکہ اس ڈیم سے ایگریکلچر اور علاقے کا بھی فائدہ ہوگا میڈم اسپیکر صاحبہ! اسی حوالے سے ہمارے جتنے معزز ممبر بیٹھے ہیں، اس میں، میں کہتا ہوں باقاعدہ خصوصی وفاق میں جو ہمارے مسلم لیگ (ن) کے اگر بیٹھے ہیں خاص طور پر ہمارے عاصم کرد گیلو بھی بیٹھے ہیں، وفاق بھی اُن کا ہے شہباز شریف بھی اسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور پیپلز پارٹی کے ہمارے علی مدد جتک بیٹھے ہیں پیپلز پارٹی کے جیالے سمجھیں، وہ بھی وفاق میں آصف علی زرداری صاحب سے بات کریں۔ یہ ڈیم یقین کریں میڈم اسپیکر! یہ ڈیم پورا ماشکیل نہیں رخشان نہیں آس پاس پورے بلوچستان کو اس سے فائدہ ہوگا۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ جی جناب گیلو صاحب۔

وزیر مال: ہمارے colleague نے قرارداد نمبر 20 پیش کی ہے اِس کی ہم بالکل حمایت کرتے ہیں محترمہ اسپیکر صاحبہ! مسئلہ یہ ہے کہ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ پورے بلوچستان میں بارشیں کم ہورہی ہیں اور آپ کوئٹہ کو پہلے دیکھ لیں۔کوئٹہ بھی یہ سریاب روڈ شاید علی مددجتک میرے گواہ ہیں وہاں جو بور لگا دیتے ہیں تو پانی خود اُوپر آتا تھا۔ارباب نواز کاسی کے بور تھے وہاں سے پانی جب ہم چھوٹے تھے کئی عرصہ خود پانی نکلتا تھا۔ ہماری ہدہ ندی میں یہی صورت حال تھی۔ابھی کوئٹہ بھی dry ہوتا جارہا ہے۔یہاں ابھی ہزار فٹ پر پانی بھی نہیں ملتا۔ہمارے جتنے بھی علاقے ہیں ان سارے علاقوں کی یہی پوزیشن ہے۔پہلے ہمارے مستونگ کی تحصیل دشت ہے وہاں ڈیڑھ،دوسوفٹ پر پانی ملتا تھا جو زمینیں جہاں پانی deep تھا۔ابھی وہاں ہزار فٹ پر بھی آپ کو پانی نہیں ملے گا۔بالکل dry ہوتا جارہا ہے ہمارے کانک اور دُولے کو دیکھ لیں بالکل باغات ختم ہوگئے وہ سارے dry ہوگئے۔پہلے وہاں ہمارا الگ سسٹم تھا اُس پر پانی نکلتا تھا۔ابھی رہٹ بھی گئے بور بھی گئے ابھی سمرسیبل بھی آخری ہچکولے لے رہے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں جیسے ہمارے ریکی صاحب کہہ رہے ہیں۔کہ آمون میں وہ ڈیم بنایا جائے تو اُس سے پورے علاقے کو فائدہ ہوگا جیسا کوئٹہ کا ہے۔بُرج عزیز خان ڈیم آپ اُس کو کتنے سال سے جیسے یہ کہہ رہے ہیں۔feasibility report وغیرہ آرہی ہے مگر وہ پیسہ خرچ کریں۔وہاں اس سے لوگ اِتنا فائدہ اُٹھائیں گے کہ اِس سے double اُنکی آمدن ہوگی۔جیسا کچھی میں، میں نے ابھی کیا ہے۔تقریباً ساڑھے پانچ ارب کا میں نے چھ ڈیم بنائیں ہیں۔warehouse بنائے ہیں۔اُس سے تقریباً تین ساڑھے تین لاکھ ایکٹرز مین آباد ہوتی ہے اور اُس سے عوام بالکل خوشحال ہوگئے ہیں۔ہر سال جو ہمارے ناڑی بینک میں پانی جاتا تھا وہاں ضائع ہوتا تھا جو ہماری بالائی زمینیں ہرنائی،لورالائی،قلعہ سیف اللہ انکا پانی ضائع ہوتا تھا،سمندر میں جاتا تھا۔اب پورے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔بلوچستان کے جتنے بھی ضلعے ہیں اُن میں شمال ڈیم اور بڑے ڈیم جیسا ابھی نولنگ ہوا ہے۔اُسکی بھی میرے خیال میں ابھی منظوری ہوئی ہے accept ہوا ہے اُس کو بھی بنارہے ہیں۔تو اُس علاقے کے لوگ خوشحال ہوں گے۔میں اِس قرارداد کی اور ریکی صاحب کی بالکل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ ایک عرض کرتا ہوں کہ ابھی کوئٹہ میں بالکل پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔لوگ اپنے گھروں کے لئے ڈھائی سے ہزار پانچ ہزار تک ایک ٹینکر خریدتے ہیں۔اور پتہ نہیں کس حال میں اپنا گزارا کرتے ہیں۔اس طریقے سے اگر بُرج عزیز خان کو بنایا جائے۔ وہ پورے کوئٹہ کو پانی دے گا اور یہاں کے لوگ جو پانی کیلئے ترستے ہیں اُن کو بھی انشاءاللہ پانی ملے گا۔thank you

محترمہ ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 20 منظور کی جائے؟ جی آپ نے بات کرنی ہے رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میڈم اسپیکر! یہ بڑی اہمیت کی حامل قرارداد ہے اور میں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔اپنی پارٹی تمام ممبران کی طرف سے بلکہ میں یہی اُمید کرتا ہوں کہ حکومتی دوستوں نے بھی اس کی حمایت کی ہے۔بلکہ بلوچستان

میں جتنے بھی بڑے ڈیمز ہیں۔حب ڈیم، میرانی ڈیم، سبکزئی ڈیم اور ولی تنگی ڈیم جو under constrution ہے میں کہتا ہوں یہ سب سے بڑا میگا پروجیکٹ ہوگا جس ڈیم کیلئے تنگ ذوراتی ڈیم تحصیل ماشکیل میں جو قرارداد لائی گئی ہے۔ اسی لئے اہمیت کی حامل ہے۔ میڈم اسپیکر! اِس ایریا میں بلکہ بلوچستان میں آپکو بادل نظر نہیں آتے لیکن اِس ندی دریا ماشکیل میں مختلف سمت سے نہنگ سے لیکر ایران سیستان بلوچستان ہے وہ تمام پانی اور ہمارے مکران پنجگور کے پانی ساری اِسی ندی میں جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ پن بجلی پیدا کرنے کیلئے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمارا بلوچستان کا گرین بیلٹ ہے جہاں کچھی کینال اور دوسرے کینالز ہیں وہاں زمینداری ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسرے ہم گرین بیلٹ کو آباد کر سکتے ہیں۔ اِس تنگ ذوراتی ڈیم سے بلکہ میں یہ گوش گزار کروں آنریبل ممبرز کو کہ اِس کی جو catchment area ہے وہ تیس ہزار اسکوئر کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اِس کی اہمیت یہ ہے۔ کہ اِس میں جو command area ہے وہ تین لاکھ ایکڑ سے زیادہ ہے۔ جس کو آپ آباد کر سکتے ہیں۔ آپ کا ایگریکلچر promote ہوگا اور اِس کی تیسری ایک اہمیت یہ ہے کہ آپ کا جو ریکوڈک یا سینڈک پروجیکٹ کے آپ کے minning areas ہیں specially چاغی، نوکنڈی ان ایریاز میں وہ پورا صحرا ہے پانی کا ایک بُحران ہے یہ تمام areas کو آپ یہاں سے پانی فراہم کر سکو گے۔ میں اِسی لئے اِسکو اہمیت کی حامل کا درجہ دیتا ہوں۔ کہ یہ ایک game changer project ہوگا۔ لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ ہم قرارداد پاس کرتے ہیں۔ وفاق اِس پر implement کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ صوبے میں جتنے بڑے پروجیکٹ ہیں چاہے وہ روڈ سیکٹر ہیں چاہے ڈیم ہیں پورے صوبے کے آپ north اور south کو لے لیں۔ وفاقی حکومت صرف تسلیاں دیتی ہے۔ کہ جی یہ اسکیم improved تو ہے لیکن اُس کی location آپ دیکھیں آپ یقین کریں اِس صوبے کا ساتھ مذاق ہے۔ اب اگر 26 یا 24,25 billion کے جو پروجیکٹ ہیں اُس کیلئے 1000 million رکھا ہوا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس کا نہ tender processing ہوگی نہ کوئی بھی کمپنی آئیگی۔ بلکہ pre-qualification کیلئے بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ سالوں سے اِسی طرح رَگڑا دے رہے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اِس سے میگا پروجیکٹ وہ چاہے اریگیشن، ایگریکلچر اور روڈ سیکٹر کے ہوں۔ اُن کو پوری فنڈنگ دیں جب ہو جائیں تو صوبے میں ایک تبدیلی آئے گی۔ اب لوگوں کو ذریعہ معاش مل جائے گا۔ اب اِس طرح اگر ہم دیکھیں یہ جو ہمارے بارڈر ڈسٹرکٹ ہیں۔ ڈسٹرکٹ ماشکیل اور تحصیل پنجگور جو سٹی تحصیل ہے بلکہ اِسی جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں ایران بارڈر پر واقعہ ہے۔ لیکن آپ اِسی بارڈر کو کراس کرتے ہیں اُس طرف آپ ایک اور زندگی دیکھتے ہیں۔ اِسی لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنے لوگوں کے ساتھ اپنے عوام کے ساتھ serious ہونا ہے اور دوسری بات میں اِسی قرارداد کے توسط سے گزارش کرتا ہوں۔

وفاق بلوچستان کےعوام کواہمیت دے اِس سرزمین کی اہمیت تو یہی ہے۔میڈم اسپیکر صاحبہ!مَیں اس کی حمایت کرتا ہوں اسے منظور کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔خیر جان بلوچ صاحب آپ خیر جان بلوچ کے بعد بولیں۔جی۔

جناب خیر جان بلوچ: شکریہ ڈپٹی اسپیکر صاحبہ!اِس وقت دُنیا میں جو بڑے برننگ ایشوز ہیں اُن میں ایک سب سے بڑاissueمیری نظر میں پانی کا ہےاور دُنیا میں مختلف ادارے یا ممالک میں جو ریسرچ سنٹرز ہیں وہ مختلف تجزیے پیش کررہے ہیں کہ آنے والے اگلے دس،بیس، پچاس سال کیا ہوں گے؟ کہ پانی کے حوالے سے شاید دُنیا میں ایک بہت بڑی لڑائی چھڑ جائے پانی کے حوالے سے۔اور بلوچستان کا سب سے بڑا جو،مَیں سمجھتا ہوں اِس وقت جو مسئلہ ہے بلوچستان کا وہ پانی کا ہے۔بلوچستان کے پاس بہت وسیع زمین ہے لیکن پانی کی کمی ہے۔قدرتی طور پر زیرِ زمین جو بلوچستان کی زمین ہے اکثر جگہوں پر وہ bad rock ہیں۔جہاں پانی نہیں ہوتا ہے اگر پانی ہے تو اِس حد تک ہے پانی پینے کے قابل نہیں ہے۔اب اِس زندگی کو یعنی تو زندگی ہے۔اِس کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تو اِس وقت جو یہ قرارداد پیش ہوئی مَیں سمجھتا ہوں اِس اسمبلی کے تمام قراردادیں اپنی جگہ پر۔لیکن یہ بڑی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ ہمیں ناں صرف یہ واشک میں بلکہ پورے صوبہ بلوچستان میں ایسی جگہوں کو تلاش کرنا چاہیے فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے اُن کو پیش کرنا چاہیے کہ بلوچستان کے یہ، یہ علاقے جہاں بڑے ندی نالے ہیں اُن کا سالانہ لاکھوں کیوسک پانی ضائع ہوتا ہے۔اُس کو استعمال میں لانے کے لیے ڈیمز کی ضرورت ہے اب ڈیمز بنانے کے لیے پیسوں کی ضرورت ہے، پیسے گورنمنٹ بلوچستان کے پاس تو اتنے نہیں ہیں۔ہم سب یہاں بیٹھے ہیں MPAs کو کہا گیا کہ پچاس کروڑ یا 80 کروڑ کے اسکیم دیدیں آپ کا حلقہ جو ہیں اُسمیں ڈویلپمنٹ کے works ہوں گے۔آپ مجھے بتائیں کہ جب صوبے کے پاس اپنے اتنے بڑے علاقے میں پانی ،اسکول اور ہسپتالوں کے لئے پیسے نہ ہوں۔تو اتنے بڑے ڈیمز کیلئے پیسے کہاں سے لائینگے۔اور دوسری طرف ہماری فیڈرل گورنمنٹ اُس کا رویہ جس طرح رحمت صاحب نے کہا میں اِس کی بات کو second کرتا ہوں کہتے ہیں جی بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے۔بالکل بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے۔آیا یہ جو آپ کا مستقبل ہے آپ کا اُس کے ساتھ وہ مہر ومحبت، دوستی اُس جیسا ہے۔جو آپ کی جان ہے۔بلوچستان میں لوگوں کو پینے کا پانی نہیں۔زراعت کے لیے اُن کے پاس جگہیں ہوں لیکن اُن کو آباد کرنے کے لیے اُن کے پاس وسائل ناں ہوں تو بلوچستان کیسے ترقی کریں گا۔میڈم!میری گزارش ہے حکومت سے اور حکومتی بنچز کے دوستوں سے کہ آپ مہربانی کریں کہ بلوچستان میں پانی کے مسئلے کو اولین حیثیت دیتے ہوئے فیڈرل گورنمنٹ سے رجوع کیا جائے اور وہ ڈیمز جن کے پروجیکٹس گئے ہوئے ہیں، جن کے PC1 approved ہیں۔وہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس اُن کا جو

پلاننگ کمیشن ہیں اُنکے پاس پڑے ہوئے ہیں لیکن اُن کو کوئی خاطر میں نہیں لا رہا ہے۔تو اِس نظر اندازی کو ہمارے جو حکومتی بنچز پر دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔وہ پیپلز پارٹی کے دوست ہوں یا مسلم لیگ (ن) کے وہ وہاں پہنچا دیں کہ جی بلوچستان کے عوام چاہتے ہیں کہ اُن کے جو پروجیکٹس ہیں چاہے روڈ کی شکل میں ڈیمز کی شکل میں اُن پر عملی کام شروع کیا جائے۔ مہربانی جی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔جی زرک صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: میڈم! قرارداد نمبر 20 کی ہم حمایت کرتے ہیں۔کیونکہ میرا تعلق کوئٹہ شہر سے ہے اور میں یہی سے ایم پی اے منتخب ہوا ہوں۔کوئٹہ بلوچستان کا آپ کو پتہ ہے دل ہے۔ادھر اگر دیکھا جائے تو پانی کا مسئلہ بڑا سنگین مسئلہ ہے۔جیسے ہمارے منسٹر صاحب نے کہا کہ ادھر ہزار فٹ پر یہاں آپ کو پانی نہیں ملتا۔ہر جگہ آپ جائیں آپ کے ٹیوب ویل لگے ہیں۔مگر وہ کام نہیں کرتے ہیں۔کیونکہ واٹر ٹیبل اتنی نیچے چلی جاتی ہے۔ 6 مہینے 8 مہینے ٹھیک ہے۔یہ مستقل حل نہیں ہے جب ہمارے کوئٹہ کے ساتھ ایک ڈیم بن رہا ہے مانگی ڈیم ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی جلدی بنے کیونکہ اس سے پورے کوئٹہ کے پانی کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔جب آپ کو پتہ ہے کہ ادھر ٹینکر مافیاء اگر ٹینکر ختم ہو جائے تو کوئٹہ شہر کا پانی بالکل پورا ہو سکتا ہے۔ہمارے ساتھ کوئٹہ کے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں۔تین، چار ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ اب کوئٹہ میں ایک ہی مسئلہ ہے پانی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا ہے۔تو اِسی وجہ سے۔میری یہ request ہے کہ ساتھ ساتھ قرارداد نمبر 20 کے واشک ڈیم اور مانگی ڈیم پر بھی ہم تھوڑی توجہ دیں تو ہمارا بلوچستان اور کوئٹہ کا یہ مسئلہ حل ہوگا۔ایک بار پھر میں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔جی کسی اور نے اِس قرارداد پر بات کرنی ہے جی ok۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 20 منظور کی جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 20 منظور ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **21** پیش کریں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: شکریہ میڈم ڈپٹی اسپیکر! قرارداد نمبر 21۔قرارداد یہ ہے کہ۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جناب محترم رحمت علی صالح صاحب! آپ کا مائیک کام نہیں کر رہا۔اگر آپ kindly اگلی سیٹ پر آجائیں کیونکہ ریکارڈنگ نہیں ہو سکے گی۔thank you so much

وزیر مال: رحمت صاحب! یہاں آجائیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you گیلو صاحب۔ یہ آپکو مبارک ہو۔ thank you میڈم اسپیکر!

قرارداد نمبر 21۔ ہرگاہ کہ ٹراما سینٹر کوئٹہ جو کہ سول ہسپتال (سنڈیمن صوبائی ہسپتال) کے اندر واقع ہے۔ جہاں صوبہ بھر کے مریضوں کو فوری طبی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ چونکہ ٹراما سینٹر کوئٹہ شہر کے وسط میں واقع ہے۔ اور کوئٹہ شہر میں ہمہ وقت رش ہونے کی وجہ سے صوبے کے دور دراز علاقوں سے روڈ ایکسیڈنٹ اور دیگر حادثات کی بنا زخمیوں اور دیگر سیریس مریضوں کو ٹراما سینٹر کوئٹہ تک لانے میں عوام کو سخت مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ لہٰذا صوبے کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر ٹراما سینٹر کو کوئٹہ شہر سے باہر منتقل کرنے اور اسے وسعت دیتے ہوئے کم از کم 200 بیڈز صوبائی ٹراما سینٹر کے قیام کی بابت عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 21 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد انتہائی اہم ہے۔ ایک ایسے مسئلے پر جو کہ صوبے کے بلکہ یہاں تمام انسانوں کے لیے جو پیدل گھومتے ہیں گاڑی میں سوار ہے سائیکل پر سوار ہے جہاں وہ زندگی گزار رہے ہیں اُن سب کے لیے اہم ہیں بلکہ میں آپ کو تھوڑی سی بیک گراؤنڈ پر لے جاؤں کہ یہ state of the art ایک institute ہے۔ یہ اکتوبر 2016ء کو establish ہوا ہے۔ اُس وقت 32 بیڈز تھے اور یہ declare ہوا ہے سول ہسپتال سے separate ہے۔ ایک purely ایمرجنسی اور ایک جو ٹراما کے کیسز ہیں انکو handle کرتی ہے لیکن recently یہ 2023ء میں اسکو increase کیا گیا ہے 72 بیڈ پر اور اسکے 14 آئی سی یو کے بیڈ ہیں۔ ایمرجنسی کے 18 بیڈز ہیں۔ میل وارڈ 23 بیڈز ہیں۔ 17 ایمرجنسی آبزرویشن بیڈز ہیں۔ میڈم! بلکہ یہ اسمیں اتنا رش ہوتا ہے کبھی کبھار لوگ ہر وقت جاتے ہیں آپ کے علاقوں سے بہت سارے روڈ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں علاقوں سے دوستوں کے جھگڑا ہوتے ہیں، مختلف severe cases میں تیمارداری اور زخمی کو لے جانے کے لیے ایک انتہائی مشکل صورتحال ہوتی ہے۔ کیونکہ شہر کے اندر ہر جگہ آج کل کے جو ہڑتال دھرنے یا ٹریفک کی جو بھرمار ہے میرے خیال میں یہ ایشیاء کی سیکنڈ لارجسٹ اگر کوئٹہ کے روڈوں کو آپ کمپیئر کریں تو second largest heavy traffic ہوگی کوئٹہ کے اندر۔ جو بلوچستان کوئٹہ میں ہے۔ تو اس وجہ سے ایک state of the art ایک ادارہ ہے جو کہ میں آپ کو بتاؤں کہ جب یہ پہلی دفعہ وجود میں آئی 2016، 2017ء میں 12 ہزار زخمیوں کا علاج کیا گیا۔ پھر اگر آپ اس کی کارکردگی رپورٹ دیکھیں 2023ء کی۔ 30 ہزار سے زائد زخمیوں کو یہاں سے علاج ہو چکا ہے۔ بلکہ انکے ساتھ ساتھ سی ٹی اسکین، ایکسرے، فل باڈی اسکینرز، یہ سارے الٹرا ساؤنڈ، لیبارٹریز، بلڈ بینک، وینٹی لیٹرز، میڈیسن یہ ساری چیزیں فری آف کاسٹ ملتی ہیں۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے بلکہ صوبے کو، صوبے کے عوام کو ایک سروسز

دینے کے لیے یہ ضروری ہے اسپینی روڈ پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس جو کہ زمین ہے اسکو وہاں شفٹ کیا جائے۔اور کم از کم کم از کم 200 بیڈڈ ٹراما سینٹر بلوچستان کے لیے ہونا چاہیے۔میڈم! آپ گئے ہوں گے کراچی میں جو بے نظیر ٹراما سینٹر ہے۔میں کئی دفعہ گیا ہوں اور ہمارے جو مکران کے دو تین ڈسٹرکٹ ہیں وہ اکثر اور بیشتر روڈ ایکسیڈنٹ، گن شاٹ، ہم سارے وہیں پہ بھیجتے ہیں۔میں رابطے میں ہوتا ہوں۔ایک اچھی خاصی سروسز ہیں قابل تعریف ہے۔آپ اندازہ کریں کہ آپ کے یہ ٹراما سینٹر جو 72 بیڈڈ ہے recently، اِسکا جو گرانٹ تھے 150 ملین ہیں۔اب آپ مریضوں کی تعداد دیکھیں گے میں آپ کو بتاؤں اسمیں جو ہمارے پیرامیڈکس ،ہمارے ڈاکٹرز اور مین ٹراما سینٹر کے ایم ڈی کو appreciate کرتا ہوں کہ وہ کس طرح چلا رہے ہیں اُن کو شاباش ہے۔اور پورے عوام کو پورے صوبے کے پریشر کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے تمام ٹراما کیسز کو وہ accept کرتے ہیں۔پھر یہ ہے کہ باقی جگہوں پر اس ہسپتالوں میں جو سروسز delivery نہ ہونے کے برابر ہے آپ یقین کریں میں پچھلے اتوار کو گیا تھا تو ایک دو مریض آئے کسی کو سانپ نے کاٹا ہے اب اسکو پتہ نہیں ہے کہ سانپ کو کاٹنے کے لیے ٹراما سینٹر نہیں لایا جاتا ہے۔یا کسی کو vaccination کروانا ہے۔یا کسی کا chest infection ہے۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پراپرلی 200 بیڈڈ پر مشتمل اگر ایک ٹراما سینٹر بن جائے گا یہ صوبے کے لیے ایک نیک نامی ہوگی بلکہ پورے عوام کو ایک بنیادی سہولت مل جائے گی۔میڈم! آپ اگر فگرز کو دیکھیں گے جو بم بلاسٹ ہیں، اسمیں گن شاٹ کیسز ہیں 2017ء میں 175 گن شاٹ کیسز ہیں 2018ء میں 272 ہیں۔ 2019ء میں 333 ہیں۔ 2020ء میں 540 ہیں۔ 2021 میں 680 جو injured patient گن شارٹ کے ہیں۔2022ء میں 793، 2023ء میں 996۔ یہ ٹوٹل 3789 انکی تعداد بنتی ہے۔آپ اسی طرح دیکھیں کہ جو بم بلاسٹ ہیں، یہ سارے monthly اگر دیکھیں گے یا سالانہ 2017ء تا 2023ء یہ 121 کیس ہیں جو ڈیل ہوئے ہیں۔اسی طرح اگر آپ آؤ گے اس میں بہت ساری ایسی چیزیں جو کہ اسکو manage کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ٹراما کو، ٹراما کے تمام جو وہاں کام کرتے ہیں جو ہمارے اسپیشلسٹ کیڈر ہے۔جو ہمارے اسپیشلی جو سرجن ہیں۔نیورو سرجن ہیں۔باقی آپ کے دوسرے فیلڈ کے ہیں ان سب کی جو اسکو separate بنایا ہے اگر ایک نیا ٹراما سینٹر وہاں بن جائے گا ان کی سروس اسٹرکچر ان کی سروس کو پروٹیکشن دینا۔انکی جو سیلریز بنتی ہیں۔ incentives بنتے ہیں یہ سارا پروٹیکٹ ہوں گے۔اور ان کی کوشش ہماری یہ ہونی چاہیے یہ جب سروسز ڈیلیوری ڈیپارٹمنٹ ہوں گے جہاں incentives نہیں ہوں تو وہاں کوئی کام نہیں کر سکے گا۔آپ آج ایک مثال لے لیں کہ افغان وار میں جو امریکن آرمی تھی۔اسکی ٹرپل سیلریز کو incentives کو بڑھایا گیا وہ آ کے افغانستان کی گلیوں میں مرنے کے لیے تیار تھا۔کیونکہ اسکو بیک گراؤنڈ میں اسکو incentives اِتنی مل رہی تھی کہ وہ

انکارنہیں کر سکا۔ تو اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ جیسے ہم نے 2017ء میں ایک ماڈل دیا تھا۔ I was health minister at that time. جو HPM نے approved کروایا تھا۔ ہم نے ایک ماڈل دیا تھا کہ تمام صوبے کے جو اضلاع ہیں۔ A,B,C,D یہ ماڈل اسی لیے دیا تھا کہ ہم نے ایک incentive health profession allowance جو approve کروائی۔ جو موسیٰ خیل میں بیٹھے گا۔ اُسکو کم از کم ایک لاکھ 80 ہزار extra ملتا ہے۔ جو جا کے ژوب اور جھل مگسی اور واشک اور پنجگور جا کے بیٹھے گا اِسی طرح کی categorise کر کے دیئے۔ تو اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بہتری کے لیے اگر ہم عملی اقدامات اٹھائیں تو ہم فگرز کو ضرور دیکھیں۔ ہم ان اداروں کو ضرور appreciate کریں آج آپکو میں یہ فگرز دکھا رہا ہوں کہ صرف جو treatment کی گئی تھی یہ آپ کے اکتوبر 2016ء سے جنوری دسمبر 2023ء تک یہ جو treated patients تھے یہ ایک لاکھ 52 ہزار 450۔ اسی طرح جو بھی آپ categorise کرو گے تمام patients کے جو ایکسرے ہوئے ہیں۔ انویسٹیگیشن ہوئی ہے وہ بھی لاکھوں اور ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اسی لیے میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو اہمیت دی جائے۔ اور حکومت عملی اقدامات اٹھائے۔ اور ٹراما سینٹر کو اسپینی روڈ پر شفٹ کرے تاکہ عوام مشکلات سے بچیں۔ اور لوگوں کو سروسز ملیں۔ thank you میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: شکریہ میڈم اسپیکر! مَیں رحمت بلوچ صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں جو ٹراما سینٹر ہے اس کا بانی میں ہوں۔ کیونکہ اُس وقت اِس ہسپتال کا میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور دو سال تک میں اُس سے بہت کلوز کوشش کرتا رہا۔ اور ایک ہمارے ایم پی اے صاحب تھے اُسکا نام میں بھول گیا ہوں وہ ہمارے ہندو برادری کے تھے۔ اُس نے یہ فنڈ وہاں دیا تھا۔ اور اُسکی مشینری جو کہ میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں پہلا CT,Scan تھا وہ یہاں install ہوا تھا۔ اور اُس وقت جب یہ ٹراما سنٹر سٹارٹ ہوا تو اسکی بڑی پذیرائی ہوئی۔ وہ اس لیے کہ پہلے ہمارے ساتھ کوئی دو چھوٹے کمرے تھے بم بلاسٹ ہوتا تھا تو کم از کم کبھی جب میں اُس وقت 13-2012ء میں ایم ایس تھا ساٹھ ستر مریض وہ at a time آتے تھے ہم ان کو فرش پر لٹاتے تھے۔ اور ان کی ٹریٹمنٹ کرتے تھے۔ جو کہ یہ ہمارے صوبے کے لیے بہت بڑی بدنامی تھی۔ میڈم اسپیکر! اِس وقت واقعی اِس ٹراما سنٹر میں جو ٹریٹمنٹ ہو رہا ہے کیونکہ میرا parent department ہے۔ میں وقتاً فوقتاً وہاں جاتا رہتا ہوں۔ بلکہ یہاں میرے ایک بیٹا جو بحیثیت نیورو سرجن کام کر رہا ہے۔ میرا بھائی بحیثیت نیورو سرجن کام کر رہا۔ میرا ایک بھتیجا ہے جو کہ ایک ویسکولری سرجن کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اور جو ان کی مصروفیات میں دیکھتا ہوں کہ وہ 24 hours اور

اسمیں جتنے بھی سرجن ہیں۔ جتنے ہمارے ڈاکٹرز ہیں۔ وہ وہاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں اورانکو 24 hours اور وہاں جتنی بھی ہمارے وہاں زخمی مریض جاتے ہیں انکو فری آف کاسٹ میڈیسن مل رہا ہے۔ جو کہ وہاں کے ایم ڈی اور وہاں کی جو انتظامیہ ہے میں انکو اس بات پہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس وقت situation یہ ہے کہ یہاں آئے روز ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ اور وہاں ہمارے پاس چند وینٹی لیٹرز ہیں اور ہمارے پاس ایک ہی آئی سی یو ہے جو کہ مریضوں کے لیے ناکافی ہے۔ اب جو نئے ڈراما سینٹر رحمت علی بلوچ صاحب نے پلان دیا ہے یہ واقعی ایک اچھا پلان ہے۔ اگر شہر سے باہر کم از کم 200 بیڈ کا ایک آئی سی یو بن جائے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ ابھی جو latest design ہے اور جو requirement ہے۔ اور جو burn patient کیلئے یا ہر قسم کے blast patient ہیں یا جو دوسرے different ہمارے اس وقت بھی جگہ اتنی تنگ ہیں کہ آپ جائیں ٹراما سینٹر میں ایک وارڈ ہے۔ اور اُس وارڈ میں میل مریض بھی پڑے ہیں اور فیمل مریض بھی پڑی ہیں جو کہ ہماری روایت کے بھی خلاف ہے اور انسانیت میں بھی یہ اچھا نہیں لگتا ہے کہ میل اور فیمل مریض ایک ہی وارڈ میں پڑے ہوں۔ میڈم اسپیکر! ساتھ ہی سول ہسپتال کے ٹراما کے علاوہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا ایک سیشن میں کہ ژوب اور خضدار میں دو ٹراما سینٹر بنے ہوئے ہیں اور اُن کو ابھی دو سال سے بھی زیادہ ہوگئے ہیں اور اس وقت تک مَیں کہتا ہوں کہ ژوب میں ایک single بھی injured patient کا وہاں treatment نہیں ہو رہا ہے۔ وہاں کوئی بھی ڈاکٹر نہیں ہے ایک میڈیکل آفیسر ہے اور ایک دو ڈسپنسر ہیں۔ وہ کیا treatment دینگے۔ وہاں بجلی کا کوئی arrangement نہیں ہے۔ وہاں پہ کوئی ایکسرے مشین نہیں ہیں۔ وہاں وہاں سی ٹی سکین اور ایم آر آئی مشین تو بہت دور کی بات ہے۔ اور patient جب بھی ایکسیڈنٹ کرتے ہیں اور patient یہاں لائے جاتے ہیں تو سوائے اس کے ایک ایمبولینس کی facility ہے اُس کو کوئٹہ بھیجتے ہیں جو کہ راستے میں اکثر ہمارے مریض expire ہو جاتے ہیں۔ تو کوئٹہ ٹراما سینٹر کے ساتھ ساتھ آپ خضدار میں ایک بہت آئیڈیل جگہ پر ٹراما سینٹر روڈ کے بالکل کنارے پر بنا ہوا ہے اور بہت خوبصورت بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔ اور وہاں جا کر اُس ٹراما سینٹر کا آپ پتہ کر لیں جو کہ ہمارا main Highway کراچی ٹو کوئٹہ پر ہے یہاں پر آئے دن ایکسیڈنٹ ہو رہے ہیں تو وہاں کیوں گورنمنٹ وہاں سرجن انٹرویو دیئے تھے اور وہاں سرجن وہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہے کہ ہم آپ کو چھ لاکھ یا سات لاکھ تنخواہ دے دیں۔

(خاموشی۔ اذانِ عصر)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز خان کبزئی: میڈم اسپیکر! اس وقت مَیں گورنمنٹ سے request کرتا ہوں کہ ان دونوں ٹراما سینٹر کو

بحال کر دیں۔ان کے فعالیت سے ہمارے کئی زندگیاں ایکسیڈنٹ میں جاتی ہیں وہ بچ جائیں گے۔ساتھ ہی میں میڈم! کوئٹہ سول ہسپتال کے بارے میں بھی کچھ بات کروں گا اور خاص کر ہمارے جوممبر صاحبان اور جو گورنمنٹ بینچز پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ جائیں سول ہسپتال کوئٹہ میں آپ کا نیوروسرجری وارڈ نہیں ہے اُس کو دوسال پہلے demolish کیا۔اور ابھی تک اس پر کوئی کنسٹرکشن شروع نہیں ہوا ۔آپ کا ای این ٹی وارڈ اور آپ کا فیمل سرجیکل وارڈ demolish کر دیا گیا ہے۔اور فیمل اور میل مریض ہمارے ایک ہی وارڈ میں پڑے ہیں اور ایک ہی باتھ روم استعمال ہو رہا ہے۔یہ کہاں کی انسانیت ہے۔میڈم اسپیکر! چھوٹے چھوٹے کمروں سے آپریشن تھیٹر بنا رہے ہیں۔کہتے ہیں کہ یہ ہمارا اِی این ٹی وارڈ ہے، یہ ہمارا یہ وارڈ ہے اور جو demolish ہوئے ہیں اُس ایریے میں آپ خود جا کر دیکھیں لیں کہ اسوقت پرائیویٹ کار پارکنگ بنایا گیا ہے۔کیوں؟ گورنمنٹ اس میں کیوں کنسٹرکشن نہیں کر رہی ہے اور ہمارے مریض کہتا ہے کہ بھائی نیوروسرجری کے مریض کو اوپر کوئی چار یا چھ بیڈز دیئے ہیں اب پورے صوبے کا ایک سرجیکل ڈیپارٹمنٹ ہے۔اس میں کیا ہوگا۔اور ساتھ ہی میڈم مَیں کہتا ہوں کہ یہ Eight Hundred Beded Hospital ہے اور آپ دوسرے وارڈوں میں ایک ایک بیڈ پر چلڈرن وارڈ میں دو دو بچے پڑے ہوئے ہیں۔جب ہمارے ایک ہسپتال کے انفراسٹرکچر نہ ہو۔اور اگر دو ہزار مریضوں کو بھی آپ لوگ treatment دے دیں اور وہاں کوئی سہولیات نہ ہو تو اس کا کیا فائدہ ہے۔جائیں بی ایم سی ہسپتال میں جائیں آپ کی نیورومیڈیسن وارڈ میں جو اکثر مریض shock میں پڑے ہوتے ہیں اُن کی حالت دیکھیں۔وہاں کیا سہولیات گورنمنٹ دیتی ہے آکسیجن تک نہیں ہے۔اور وہاں جائیں ہمارے جو diabetic patient ہیں وہ بھی اسی وارڈ میں پڑے ہوئے ہیں۔اکثر diabetic patient ہوتے ہیں اُنکی ٹانگ وغیرہ کٹ جاتی ہیں اب یہ انفیکشن ان مریضوں میں نہیں آئیگا۔آپ جائیں مَیں گیا مَیں نے ایک مریض کو admit کیا تھا نیوروسرجری میں آئی سی یو میں وہاں کوئی وینٹی لیٹر بھی نہیں ہے۔آپ کوئٹہ سول ہسپتال میں جائے آپ کا سرجیکل ڈیپارٹمنٹ ہے وہاں بھی آپ کو ایک وینٹی لیٹر نہیں ملے گا۔سسٹم تباہ و برباد ہے۔کیوں انکو سہولیات نہیں دے رہے ہیں؟ اور کہتے ہیں کہ ڈاکٹرز آپ کے پاس بہت زیادہ ہیں، خدمات انجام دے رہے ہیں، کام کر رہے ہیں۔آپ جائیں سول ہسپتال کا ریکارڈ دیکھیں کہ آپ کو 24 hour میں کتنی سرجریز ہو رہے ہیں۔جس وقت میں ایم ایس تھا اُس وقت بھی کم از کم چالیس سے پچاس وہاں سرجری ہوتی تھی۔اور آپ cost لگائیں کروڑوں روپے کی انکم گورنمنٹ کو مل رہی ہے۔مریض کون ہیں۔ہمارے مریض ہیں۔آپ لاہور جائیں۔مَیں جنرل ہسپتال گیا تھا وہ نیوروسرجری کا مَیں نے جو ڈیپارٹمنٹ دیکھا۔ایک full fledged Hospital قسم کا ہسپتال تھا دل خوش ہوا۔پورا ہسپتال ایئر کنڈیشن تھا اور مریض کو سو فیصد میڈیسن وہاں سے مل رہی تھی۔آپ کے جو پروفیسرز تھے۔اُن کو full pay salary بھی مل رہی تھی

اُن کو extra بھی incentive مل رہی تھی۔اس وقت ہمارے پاس چھ سوایف سی پی ایس ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہم اُن سے کام نہیں لے رہے ہیں کیوں نہیں لے رہے ہیں؟ اُن کو ریگولرائز کرو۔اُن کی سروسز کو secure کریں۔ان کو one time induct کریں۔ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت میں آپ کو کہتا ہوں کہ ہمارے پاس جو sanctioned posts ہیں کم از کم ساڑھے چار سو، پانچ سو پوسٹیں اسوقت بھی گریڈ 18 کے جو کہ ہمارے اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار ہیں اُن کی خالی پڑی ہوئی ہیں waiting پڑی ہوئی ہیں اور چھ سو ہمارے پاس ڈاکٹرز ہیں۔ہمارے میڈیکل کالجز کا کیا حال ہے یہ تو مہربانی ہے پی ایم ڈی سی کے جوان کو recognize کیا ہے۔آپ PMDC کو دیکھیں کہ ایک ڈیپارٹمنٹ میں ایک پروفیسر اور دو اسسٹنٹ پروفیسر اور چار ہمارے سینئر رجسٹرار ہوتے ہیں۔اور آپ ہمارے میڈیکل کالجز سے باہر جائیں۔پورے ڈیپارٹمنٹ میں اتنے لوگ نہیں ہیں۔کہتے ہیں کہ ڈاکٹرز کی vacancies نہیں ہیں۔ہے لیکن ان کو fill کریں۔مگر کچھ پوسٹیں کم ہو رہی ہیں ان کو create کریں۔ان ڈاکٹروں کو utilize کریں ان ڈاکٹروں پر گورنمنٹ کا کتنا خرچہ آیا ہے۔وہ کتنی محنت کر کے نکلے ہیں لیکن ہم ان کو utilize نہیں کررہے ہیں۔بہت آسان طریقہ ہے ہمارے منجمنٹ ڈاکٹرز کو one time اسی اسمبلی نے ان کو induct کیا۔ہمارے چھ سو ڈاکٹرز کو بھی۔آپ one time induct کرسکتے ہیں۔پبلک سروس کمیشن کیا ہے ٹھیک ہے ایک ادارہ ہے۔یہ لوگ FCPS کیا ہے جو پاکستان کا اعلیٰ ترین ڈگری دے رہا ہے اُس process سے گزرے ہیں اب یہاں وہ کیسے فیل ہوسکتے ہیں، نہیں ہوسکتے۔وہ لوگ، ابھی پیپر ہوجاتے ہیں پبلک سروس کمیشن سے سب پاس ہیں لیکن جب انٹرویو میں جاتے ہیں تو فیل ہو رہے ہیں۔کیوں فیل ہو رہے ہیں؟ بھائی ہمارے تیسرے وزیر داخلہ کا نام بتائیں۔اسکا نیوروسرجن کے ساتھ کیا کام ہے؟ اب مَیں ایک request کرتا ہوں کہ ہماری خواتین معزز اراکین بیٹھی ہوئی ہیں آپ ان کی ایک ٹیم بنائیں۔میڈم شاہدہ رؤف جو ہماری ڈاکٹر بھی ہیں آپ ان کو بھیج دیں کل صرف گائنی اور چلڈرن وارڈ کا وِزٹ کر کے آپ کو رپورٹ دے دیں کہ ان کے کیا تاثرات ہیں۔یہ بھی دستگیر صاحب بات کرنے نہیں دے رہے ہیں تو میڈم انشاءاللہ اس پر پھر کبھی بات ہوگی۔بڑی مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔جی غلام دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: شکریہ میڈم اسپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے میرے خیال میں مجھے مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو انکا ڈیپارٹمنٹ ہے اور خاص کر رہا ہے اور رحمت علی صالح بلوچ صاحب نے جو قرارداد میڈم اسپیکر! ٹراما سینٹر کے حوالے سے پیش کی ہے مَیں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں میڈم اسپیکر! یہ بھی ساتھ ساتھ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر ہو تو پورے بلوچستان کے جتنے ہسپتال ہیں اُن میں جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ

ژوب میں ٹراما سینٹر ہے لیکن active نہیں ہے تو میری ریکوئیسٹ یہ ہے کہ اُنکا ڈیپارٹمنٹ ہے اُنہوں نے تفصیل کے ساتھ آپ کو پورا بریف کیا بلکہ پوری اسمبلی کو بریف کیا میری ریکوئیسٹ ہے پورے ہمارے جو ڈسٹرکٹس ہیں ہر ڈسٹرکٹ میں اس کو active کیا جائے ٹراما سینٹر اور آپ یقین کریں میڈم جیسا کہ کوئٹہ کا رحمت علی صاحب نے کہا کہ بارڈر افغانستان کے مریض کوئٹہ میں ایران کے مریض کوئٹہ میں پنجاب کے مریض یا سندھ کے مریض کوئٹہ میں بوجھ بہت زیادہ ہے اگر انہوں نے کہا کہ بائی پاس کی طرف ایک جگہ کی نشاندہی کی ہے اور آپ یقین کریں کوئٹہ سٹی اِتنا conjested ہے اگر ایمرجنسی میں مریضوں کو ٹراما سینٹر لایا جائے میں تو کہتا ہوں کہ وہاں پہنچتے پہنچتے مریض مرجاتے ہیں۔ تو میری ریکوئیسٹ ہے میرے دوستوں نے ذکر کیا مَیں appreciate کرتا ہوں کہ وہ بار بار ٹیبل بجارہے ہیں اور مَیں اِنکا منت وار ہوں اور ٹائم کی کمی ہے وقت کی کمی ہے میڈم اسپیکر! اس کو amendment کے ساتھ ٹراما سینٹر کو 34,35 ڈسٹرکٹس تک پھیلا جائے۔ ہیلتھ پر مزید فوکس کیا جائے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اسامیوں کو پُر کیئے جائیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اِن اسامیوں کے بارے میں۔ منسٹر ہیلتھ موجود نہیں ہیں کم از کم اِن پوسٹوں کو ایمرجنسی بنیادوں پر fill کیا جائے۔ شکریہ میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی thank you so much بادینی صاحب۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 21 کو منظور کیا جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 21 منظور ہوئی۔ جی زاہد صاحب۔

میر زابد علی ریکی: ہمارے colleagues بیٹھے ہیں مجھے پتہ ہے سب تنگ ہوں گے ابھی جانے والے ہیں kindly ابھی دومنٹ کے بعد ہم سب نکلیں گے میڈم اسپیکر! مجھے کمیونکیشن کا چیئرمین ملا ہے۔ تو میرے خیال سے اس میں کچھ میرے ڈسٹرکٹ واشک کے کچھ روڈز میں کرپشن ہوئی ہیں۔ تو یہ لسٹ مَیں آپ کے سیکرٹری طاہر شاہ صاحب کو دے دونگا آپ مجھے اجازت دے دیں مَیں اسمبلی کے توسط سے یہ جو تقریباً بارہ تیرہ ہم لائے ہوئے ہیں مَیں کمیونکیشن ڈیپارٹمنٹ کا چیئرمین ہوں۔ مَیں سیکرٹری کو XEN کو یہ جو پندرہ بیس سالوں میں میرے ڈسٹرکٹ میں جتنی کرپشن ہوئی ہے روڈوں کا یہ مَیں باقاعدہ XEN مع سیکرٹری۔ چیف کو مَیں سب کو بلا کے آپ کو رپورٹ بھیج دوں گا کہ آپ دیکھ لیں وہاں کام ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے payment بھی ہوئی ہے contractors کو اور علاقے میں کام نہ ہونے کے برابر ہیں میڈم اسپیکر صاحبہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی یہ جو آپ نے ضلع واشک کی اسکیمات mention کی ہیں، اِسکو کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔

میر زابد علی ریکی: میڈم اسپیکر! ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں ہم فلور میں یہ SBK کا رحمت صاحب کو پتہ ہے ہم لوگ

گئے تھے وہاں SBK کے ہمارے سارے وہ احتجاج میں تھے کیونکہ وہاں کا وائس چانسلر ہے نام کیا ہے رحمت صاحب؟ پتہ نہیں میڈم ہے کہ وہاں اُس نے پورے SBK یونیورسٹی کو یرغمال کیا ہے اسی کے حوالے سے ہم لوگ یہاں احتجاج میں بیٹھیں گے گورنمنٹ کے سارے اراکین اس کے ناروا سلوک کے خلاف یہ جو اِس نے اچھا! باقاعدہ ہم لوگوں نے گورنر صاحب سے بھی ملاقات کی ہے ہم چار پانچ ایم پی ایز تھے اُس کے باوجود ہم SBK یونیورسٹی کے وہاں گئے مگر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ ان کا ٹائم بھی پورا ہوا ہے ابھی تک زور روز بردستی وہاں بیٹھا ہوا ہے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میڈم اسپیکر! یہ ایک اہم ایشو ہے مَیں اس بات کو سیکنڈ کروں یہ صوبے کا بہت اہم ایشو ہے آج میڈیا کے دوستوں کو بھی مَیں کہتا ہوں دیکھیں صوبے میں واحد یہ ادارہ ہے جو کہ ہماری بچیاں وہاں پڑھتی ہیں وومن یونیورسٹی۔ اور مَیں اپنی خواتین ممبران سے گزارش کر رہا ہوں حکومتی بینچز سے کہ ایک دفعہ تو دہشتگردی نے اس یونیورسٹی کو تباہ کر دیا ہے۔ جو دہشتگردی ہوئی انسانیت سوز واقعہ ہوا۔ صرف ان بچیوں کے لئے تعلیم کے دروازے بند کیئے جائیں آج میڈم آپ دیکھ لیں کہ پورا یونیورسٹی سراپا احتجاج ہے۔ اور یونیورسٹی آج تباہی کے دہانے پر پہنچی ہے۔ مَیں یہ گزارش کروں کہ جب یونیورسٹی کی تعداد سات ہزار تھی آج reduce ہو کر کے یہ چار ہزار سے بھی کم ہوگئی ہے یہ کیونکہ ایک مافیا کے ہاتھوں یرغمال ہے۔ آیا پورا صوبہ۔ صوبے کے ادارے یہ کس طرح کی بلا ہے کہ سارے ادارے یہ ایک خاتون کے ہاتھوں یرغمال ہے تمام اداروں کے فیصلے کو reject کیا جاتا ہے یا جو recommendations ہوتی ہیں گورنر چانسلر ہیں تو لہٰذا ہم حکومت کو یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اگر ایک ادارہ کوئی گروپ کے ہاتھوں یرغمال ہو اُسکو تباہ کیا جا رہا ہے تو یہ ہمارے لیے قابلِ قبول نہیں ہے تو ہم احتجاجاً آپ کے ڈائس کے سامنے دھرنا دیں گے جب تک حکومت اس ڈکٹیٹر اس ملازم کُش اور اِس انسانیت کُش جو واقعات تھے جو خواتین کو پولیس منگوا کر یونیورسٹی کے اندر گھسیٹتی ہے خواتین کو گریبان سے پکڑ کر کمروں سے نکالتی ہے جو خواتین اُنکی designation gazzetted ہیں اُنکے کمروں کو تالا لگا کر کے اُن کو دھوپ میں بٹھا کر، یہ کوئی ڈکٹیٹر شپ ہے یا کوئی ادارہ ہے؟ تعلیمی ادارے ایسا ہوتا ہے کہ جہاں خواتین کی بے عزتی کی جائے یہ قطعی طور پر ہمارے لیے قابلِ قبول نہیں ہے ہم نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اُس دن گئے دھرنا ہم نے اُٹھایا۔ پھر دہشتگردی کا خطرہ تھا دوسری طرف ریلی اور احتجاج ہوئی پھر ہم گورنر صاحب کے پاس گئے گورنر صاحب نے یقین دہانی کرائی۔ آج تمام ادارے چُپ ہیں تو لہٰذا اِس چُپ کے روزے کے خلاف ہم یہاں دھرنا دیں گے ڈائس کے خلاف۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی thank you‘ اب میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سُنا تاہوں۔

ORDER

In excersie of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Sheikh Jaffar Khan Mandokhel, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the First August, 2024.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 01 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆